نمبر ۲۹ | مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۳۱ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت ابھی تک پورے طور پر اچھی نہیں ہوئی۔ احباب سے درخواستِ دعا ہے۔

حضرت اقدس کے صاحبزادہ اطہر احمد کو دو روز سے تپ اور سہال نیز ایک بڑے پھوڑے کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

۲ ستمبر کو سکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ حضرت ام طاہر حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح کے اعلان کے مطابق مقامی مستورات کا ایک جلسہ بمکان حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے منعقد ہوا۔ مسجد لنڈن کی مرمت کے لئے چندہ کی تحریک کی گئی۔ عورتوں نے نقد روپے نیز زیورات طلائی اور نقرئی دے کر اپنے اخلاص کا نمایاں ثبوت دیا۔ کم و بیش دو صد روپیہ اسی وقت جمع ہو گیا۔

بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل کو ہانی نے لنڈ ادیں خیمہ ملتین کی طرف جانے سے روک لیا تھا۔ مگر بعد میں اجازت دے دی اور مولوی صاحب موصوف فلسطین کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔

خدمتِ دین کیلئے ایک ماہ کی آمد

دینے پر

فوری لبیک کہنے والے مخلصین

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے سلسلہ کی مالی مشکلات دور کرنے کے لئے ایک ماہ کی آمدنی دینے کی جو تحریک فرمائی ہے۔ اور جو ستمبر۔ اکتوبر۔ نومبر تین مہینوں میں قسط وار ادا ہونی چاہیئے باوجود مالی تنگی کے احباب نہایت اخلاص کے ساتھ اس پر لبیک کہہ رہے ہیں۔ اور تکالیف برداشت کرتے ہوئے حضور کے ارشاد کی تعمیل کرنا اپنی سعادت سمجھ رہے ہیں۔ جیسا کہ ذیل کی سطور سے ظاہر ہے:۔

(۱) جناب انشاء اللہ خانصاحب سکرٹری انجمن احمدیہ کوہ مری لکھتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تحریک چندہ جماعت میں پیش کی گئی۔ تو تمام حاضرین نے اس پر لبیک کہا۔ سید ظہور احمد شاہ صاحب ٹریژری اسسٹنٹ نے اسی وقت ایکسو روپیہ چندہ یکمشت ادا کر دیا۔ بابو محمد خان صاحب نے بھی اپنی تنخواہ کا ۱/۳ حصہ آج ہی دیدیا (۲) میاں محمد عبد الرحمٰن صاحب چھاؤنی دہلی سے لکھتے ہیں:۔ ایکماہ کی تنخواہ ۹۷ روپے بذریعہ بیمہ ارسال کر رہا ہوں۔ خدا تعالےٰ خدمتِ دین کی مزید توفیق بخشے۔ (۳) شیخ غلام احمد صاحب دہلی سے لکھتے ہیں۔ تین ماہ میں چندہ خاص ادا کر دونگا۔ اس کے ساتھ ہی ماہواری چندہ بھی دیتا رہونگا (۴) بابو غلام حسین صاحب دہلی سے لکھتے ہیں۔ جماعت دہلی کی طرف سے ۱۵ ستمبر تک چندہ عام و خاص کی پہلی قسط روانہ کر دی جائیگی (۵) جناب میاں محمد شریف صاحب ای اے سی انبالہ نے ایک ماہ کی تنخواہ سات سو روپیہ مقررہ تین ماہ میں بھیجنے کی اطلاع ارسال فرمائی (۶) جناب بابو محمد امیر صاحب چھاؤنی لاہور نے اپنی ایک ماہ کی تنخواہ ۱۸۵ روپیہ یکمشت ادا کر دی۔ نیز ان کی بڑی صاحبزادی نے اپنی تنخواہ ساٹھ روپے بھی یکمشت پیش کر دی۔ خدا تعالےٰ ان سب کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے اور ان کے اموال میں برکت دے

کشمیر میں کیا ہو رہا ہے

مسلمانوں کا اجتماع عظیم

۲۸ اگست کو سری نگر کی جامع مسجد میں ساٹھ ہزار سے زائد مسلمان جمع ہوئے۔ کیونکہ شرائط صلح سنائی جانے والی تھیں۔ میر واعظ مولوی یوسف شاہ صاحب جب سٹیج پر آئے۔ تو لوگوں نے شور و غل سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ انہیں شکایت تھی۔ کہ ان کے مشورہ کے بغیر صلح کیوں کی گئی۔ وُہ کہتے تھے۔ رہنما حکومت سے مل گئے ہیں۔ میر واعظ صاحب نے شرائط صلح کی وضاحت کی۔ اور کہا حکومت کشمیر نے ہم سے التجا کی ہے کہ کچھ عرصہ تک ان شرائط پر کاربند رہیں۔ اور اس اثناء میں غور و فکر کے بعد وُہ ہمارے مطالبات تسلیم کر لے گی۔ میں خدا کے گھر میں کھڑا ہو کر عہد کرتا ہوں۔ کہ مرتے دم تک قوم سے غداری نہ کرونگا بعض کا خیال ہے۔ حکومت ہمیں دھوکا دے رہی ہے۔ اگر یہ صحیح ہوُا۔ تو ہم اپنی جانوں پر کھیل جائیں گے۔ لیکن اپنا ایک ایک مطالبہ پورا کرا کے رہیں گے۔ اور دُنیا پر ظاہر کر دیں گے۔ کہ کشمیری بُزدل نہیں۔ شیخ محمد عبد اللہ صاحب ایم۔ ایس۔ سی کے خلاف بھی لوگوں کو سخت شکایت تھی۔ اور وُہ ان کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔ مگر انہوں نے بھی قرآن کریم ہاتھ میں لے کر قوم سے وفاداری کا اعلان کیا۔ اور شرائط صلح کی وضاحت کی۔ اور بتایا کہ یہ صرف دو ماہ کے لئے ہے۔ اس پر لوگوں کا جوش قدرے ٹھنڈا ہوا۔

سرینگر کے لئے مستقل فوج

کشمیری پنڈت پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ کہ مسلمان سردیوں میں ہمیں لوٹ لیں گے۔ اس پر حکومت نے بھی جو ہر طرح پنڈتوں کی خاطر داری ملحوظ رکھتی ہے۔ حکم نافذ کر دیا ہے۔ کہ سردیوں میں بھی کشمیر میں باقاعدہ فوج کی کافی تعداد مقیم رہے گی۔

سرینگر میں "زمیندار" سے منافرت

اخبار "زمیندار" کے خلاف غداری کی وجہ سے سخت منافرت پھیلی ہوئی ہے۔ ۲۵ اگست کا پرچہ جب وہاں پہنچا تو بہت سے مسلمانوں نے اسے خرید کر سرورق سے آیات قرآنی پھاڑ کر باقی اخبار پر برسر بازار جوتے لگائے۔

حکومت کا عزم جموں

چونکہ جموں میں ایجی ٹیشن روز بروز ترقی پر ہے۔ اور پنجاب کی سرحد بھی ریاست سے ملتی ہے۔ اس لئے معتبر ذرائع سے معلوم ہوُا ہے۔ کہ مقررہ تاریخ سے پہلے ہی حکومت کا مرکز سری نگر سے جموں کے لئے منتقل ہو جائے گا۔

وزیر اعظم اور دُوسرے وزراء

معلوم ہوُا ہے۔ حکومت کشمیر کے وزراء پنڈت ہری کشن کول سے سخت نفرت کرنے لگ گئے ہیں۔

وزیر اعظم کے کارخانہ سے مسلمانوں کا اخراج

موجودہ شورش سے قبل پنڈت ہری کشن کے کارخانہ دیاسلائی میں کچھ مسلمان بھی ملازم رکھے گئے تھے۔ مگر اب ان سب کو علٰحدہ کر دیا گیا ہے۔

وزراء کے لئے ہدایات

حکومت کشمیر نے حکم دیا ہے۔ کہ وزراء اپنے بنگلوں پر سرکاری کام نہ کیا کریں۔ بلکہ باقاعدہ دفتروں میں حاضر ہوُا کریں۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا اجلاس سیالکوٹ میں

۱۲-۱۳ ستمبر ۱۹۳۱ء کو منعقد ہوگا

چونکہ ابھی تک کشمیر کے حالات میں کوئی مفید تغیر نظر نہیں آتا۔ اس لئے تمام گزشتہ کاموں پر ریویو کرنے بجٹ پاس کرنے اور آئندہ کے متعلق مزید غور کرنے کے لئے فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک اجلاس سیالکوٹ میں ۱۲-۱۳ ستمبر ۱۹۳۱ء کو منعقد کیا جائے۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۱ء کو ہفتہ ہے۔ اور ۱۳ ستمبر ۱۹۳۱ء کو اتوار۔ اس لئے تمام ممبران آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے درخواست ہے۔ کہ وُہ ان ایام میں سیالکوٹ تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔ ایجنڈا تمام ممبران کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے۔ جو ممبر کسی وجہ سے تشریف نہ لا سکیں وُہ اپنی رائے ایجنڈے کے اوپر درج فرما کر بھیجدیں۔

عبد الرحیم درد سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی قادیان

مطالبات اور شیعان کشمیر

حکومت کشمیر نے سرکاری طور پر اعلان کیا ہے۔ کہ ۲۸ اگست کو شیعان کشمیر نے موجودہ صورت حالات کے متعلق اپنی حکمت عملی کا اعلان کرنے کے لئے ایک جلسہ کیا۔ جس میں ان کے رہنماؤں نے مہاراجہ صاحب بہادر سے وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے متفقہ طور پر قرار دیا۔ کہ چونکہ شیعہ بھی اسلامی اخوت کا ایک حصہ ہیں۔ اس لئے جائز حقوق اور مطالبات کے معاملہ میں وُہ اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ ہیں۔

شوپیاں میں مسلمانوں پر ظلم ناروا

۲۷ اگست کی ایک اطلاع ہے۔ کہ شوپیاں میں مسلمانوں پر ڈوگرا پولیس کا تشدد بدستور ہے۔ انہیں جامع مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی اور جو جانے کی کوشش کرتا ہے اسے جوتوں اور لاٹھیوں سے زد و کوب کیا جاتا ہے۔ اگر کسی کے پاس زمیندار یا ہندو اخبارات کے سوا کوئی اور اخبار دیکھا جائے تو اس کی شامت آجاتی ہے۔

مسٹر ویکفیلڈ نکال دیئے گئے

سری نگر سے یکم ستمبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ مسٹر ویکفیلڈ کو تین ماہ کی رخصت دی گئی ہے۔ اس کے بعد آپ ریٹائر ہو جائینگے آپ کا کام وزیر اعظم اور جرنل جنک سنگھ میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

ایام اشاعت "الفضل"

"الفضل" ہر سوموار۔ بدھ۔ اور جمعہ کو ڈاک خانہ میں دیا جاتا تھا۔ آئندہ جمعہ کی بجائے ہفتہ کو ایک پرچہ روانہ ہوُا کرے گا۔ مینیجر

ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور میں عیسائیوں سے مناظرہ

۵-۶-۷ ستمبر ۱۹۳۱ء انجمن احمدیہ دسوہہ ضلع ہوشیارپور کے زیر انتظام ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور میں عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ ہوگا قادیان سے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری۔ نیز مولوی محمد سلیم صاحب مولوی۔ فاضل جائیں گے گو یہ اطلاع دیر سے شائع ہو رہی ہے مگر نزدیک کے احمدی احباب کو چاہیئے۔ کہ خود بھی شریک ہوں۔ اور دوسرے غیر احمدیوں کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کریں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۲۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

سرکاری ملازمتیں حاصل کرنے سے مسلمانوں کو کس طرح محروم رکھا جاتا ہے

سرکاری محکموں پر قابو یافتہ ہندوؤں کی چالیں

مسلمان جب سرکاری ملازمتوں میں اپنی آبادی کے تناسب سے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو برادران وطن بڑے استغنا اور سیر چشمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں۔ دفتری حکومت کے محکموں میں بھرتی ہو کر اس کی انتظامی مشینری کے کل پرزے بننا بھی کوئی ایسی چیز ہے جس کا مطالبہ کیا جائے۔ اور نہ صرف مطالبہ کیا جائے بلکہ اس کی وجہ سے آپس میں بگاڑ پیدا کر لیا جائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اس طرح مسلمانوں کو خوش ہونے کی تلقین کرتے۔ اور اپنے آپ کو سرکاری ملازمتوں سے مستغنی ظاہر کرتے ہیں۔ انہی کے بھائی بند حکومت کے چھوٹے سے لے کر بڑے تمام محکموں پر اس طرح چھائے ہوئے ہیں۔ کہ کسی اور کو پاؤں رکھنے کا بھی موقعہ نہیں دیتے۔ اور اگر کوئی شخص کسی نہ کسی طرح کسی صیغہ میں داخل ہو جائے۔ تو اس کی حالت بتیس دانتوں میں زبان کی طرح بنا دیتے ہیں۔

مسلمانوں کی چیخ و پکار پر گورنمنٹ کئی بار اس قسم کے وعدے کر چکی ہے۔ کہ مسلمانوں کو سرکاری محکموں میں مناسب نسبت سے ملازمتیں دے گی۔ اور انگریز افسر سوائے شاذ و نادر کے اپنی طرف سے کوشش بھی کرتے ہیں۔ کہ پسماندہ اقوام کے افراد کو سرکاری محکموں میں ملازمت حاصل کرنے کا موقعہ دیں۔ لیکن ہندوستان میں سب سے بڑی اکثریت رکھنے والی قوم اور سب سے زیادہ خود غرض قوم ایسے طریق سے گورنمنٹ کے اداروں پر قابض ہو چکی ہے۔ کہ اعلیٰ اور ذمہ دار حکام بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ اور انہیں چار و ناچار وہی کچھ کرنا پڑتا ہے۔ جو دفتروں کے ہندو ہیڈ کلرک یا سپرنٹنڈنٹ وغیرہ کرانا چاہتے ہیں۔

یہ لوگ مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں سے محروم رکھنے کے لئے جو چالیں چلتے ہیں۔ اور اعلیٰ حکام سے ان کی خواہش کے خلاف ہندوؤں کی ملازمت کی منظوری جن طریقوں سے حاصل کرتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:۔

(۱) دفاتر میں ملازمت کے امیدواروں کا جو فائل ہوتا ہے اس میں سے ایسے مسلمان امیدواروں کی درخواستیں غائب کر دی جاتی ہیں۔ جو علمیت اور قابلیت کی اعلیٰ ڈگریاں رکھتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ایسی درخواستیں چھنے دی جاتی ہیں۔ جو سند یافتہ مسلمانوں کی طرف سے نہیں ہوتیں۔ پھر جب ملازمتوں میں مسلمانوں کے اضافہ تناسب کا سوال اٹھایا جاتا ہے۔ تو سب سے پہلے اس کا یہ جواب دے دیا جاتا ہے۔ کہ سند یافتہ مسلمان دستیاب ہی نہیں ہوتے۔ تو ملازمت کسے دی جائے۔

(۲) اگر امیدواروں کی فہرست میں کسی مسلمان کا نام پایا جائے اور ذمہ وار افسر اس کی قابلیت اور سند سے مطمئن ہو کر اس کی تقرری کا حکم دیدے۔ تو ایسے تقرری کے پروانے ڈاک میں ڈالے جانے کی بجائے ضائع کر دیئے جاتے ہیں۔ اور بعد میں کہہ دیا جاتا ہے کہ مسلمان امیدواروں کو تقرری کے پروانے بھیجے گئے تھے۔ مگر ان کی طرف سے کوئی جواب ہی نہیں آیا۔

(۳) عام طور پر خالی اسامیوں کے لئے اشتہار نہیں دیا جاتا بلکہ ہندو ملازمین ہندوؤں کو اپنے طور پر اطلاع دے دیتے ہیں۔ اس وجہ سے مسلمان امیدواروں کو اس وقت خبر ہوتی ہے جب موقعہ نکل جاتا ہے۔

(۴) اگر خالی اسامیوں کے لئے اشتہار دیا جاتا ہے۔ تو اس وقت جب حقیقت میں ان اسامیوں کے پُر کئے جانے کے لئے امیدواروں کا انتخاب ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اشتہارات شائع کرانا محض ایک ضابطہ کی خانہ پُری ہوتی ہے۔ پھر اشتہارات بھی انہی حلقوں میں شائع کرائے جاتے ہیں۔ جن میں ہندوؤں کی رسائی ہوتی ہے۔

(۵) اگر کبھی ایسی صورت ہو۔ کہ ایک نیا مسلمان امیدوار گریجوایٹ ہو اور ایک غیر مسلم جو کچھ کام کر چکا ہو میٹرکولیٹ۔ تو آخر الذکر کو اس بناء پر ترجیح دے دی جاتی ہے۔ کہ یہ تجربہ کار ہے۔ لیکن اگر صورت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ تو ہندو گریجوایٹ کو یہ کہکر منتخب کرا لیا جاتا ہے۔ کہ وہ زیادہ قابلیت کی سند رکھتا ہے۔

(۶) جو اسامیاں اقلیت رکھنے والی قوموں کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔ انہیں برسر اقتدار ہندو ان اقلیت رکھنے والے فرقوں کے افراد سے پُر کر دیتے ہیں۔ جو حقیقت میں اقلیت رکھنے والے فرقے کہلانے کے باوجود ہندوؤں کے ہی جزو لاینفک ہوتے ہیں۔ مثلاً ایسی اسامیوں پر سکھوں یا آریوں کو مقرر کرا دیا جاتا ہے۔

(۷) بعض اوقات ادنے گریڈ کی اسامیوں کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ سند یافتہ مسلمان امیدوار درخواستیں دیتے ہیں۔ تو ان کی درخواستوں کو یہ فرض کر کے مسترد کرا دیا جاتا ہے۔ کہ یہ امیدوار ادنے گریڈ کی اسامیوں پر کام نہیں کریں گے۔ لیکن غیر مسلم امیدواروں کے معاملہ میں اس قسم کے مفروضات سے کام نہیں لیا جاتا۔

(۸) جب کسی محکمہ میں کئی گریڈوں کی اسامیاں پُر کی جانے والی ہوتی ہیں۔ تو باوجود اس کے کہ مسلمان امیدواروں میں اعلےٰ گریڈوں پر مقرر ہونے کی قابلیت ہوتی ہے۔ تاہم ان کا تقرر ادنے گریڈوں کی اسامیوں پر کرایا جاتا ہے۔ اور جب اعداد و شمار کے شائع کرنے کا وقت آتا ہے۔ یا مجالس قانون ساز کے اراکین ... اعداد و شمار فراہم کرنے ہوتے ہیں۔ تو اس وقت تمام گریڈوں کے ملازموں کی تعداد بتا دی جاتی ہے۔ اور اس طرح یہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو کافی تعداد میں ملازمتیں دی گئی ہیں۔ حالانکہ ہندوؤں کے مقابلہ میں ان کی ملازمتیں نہایت ادنے درجہ کی ہوتی ہیں۔

(۹) مسلمان ملازمین کو نقصان پہونچانے کے لئے نہایت شرمناک طریق عمل میں لائے جاتے ہیں۔ مثلاً ان کے سپرد جو کاغذات ہوتے ہیں۔ بعض اوقات وہ گم کر دیئے جاتے ہیں۔ اور افسران بالا کو ان کے خلاف رپورٹیں بھیج دی جاتی ہیں۔ اس قسم کی حرکات یہاں تک بڑھی ہوئی ہیں۔ کہ بعض اوقات مسلمان افسروں کو بھی سخت پریشان کر دیا جاتا ہے۔

(۱۰) ایک گریڈ سے دوسرے گریڈ میں ترقی کے وقت یہ حرکت کی جاتی ہے۔ کہ اگر سینیر ملازم ہندو ہوتا ہے۔ تو ترقی سینیارٹی کے لحاظ سے دی جاتی ہے۔ اور اگر سینیر اہلکار مسلمان ہو۔ تو پھر ترقی قابلیت کے لحاظ سے دلائی جاتی ہے۔ غرض ہر صورت میں کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ جائز و ناجائز ترقی ہندو کو ہی حاصل ہو۔

(۱۱) اگر کوئی مسلمان ملازم اعلیٰ سند رکھنے والا نوعمر ہوتا ہے تو اس کی ترقی یہ کہکر رکوا دی جاتی ہے۔ کہ یہ نوعمر ہے۔ اسے ابھی بہت عرصہ تک ملازمت کرنی ہے۔ لہذا یہ ترقی کے لئے ٹھیر سکتا ہے۔ لیکن اگر نوجوان ہندو ہوتا ہے۔ تو اس کے متعلق یہ کہکر ترقی دلا دی جاتی ہے کہ اعلیٰ عہدوں پر نوجوان ملازموں کی ضرورت ہے۔ اس طرح تجربہ کار

عمر رسیدہ مسلمانوں کو ترقی سے محروم رکھا جاتا ہے ؛

(۱۲) بعض اوقات اعلیٰ عہدوں کی قائم مقامی کے طور پر جونیر ہندوؤں کو مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت یہ کہدیا جاتا ہے۔ کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا۔ کہ سینیر مسلمانوں کی ترقی پر کوئی اثر پڑے۔ لیکن جب مستقل انتظام کا موقعہ آتا ہے۔ تو کہا جاتا ہے۔ کہ فلاں ملازم چونکہ قائم مقامی کر چکا ہے۔ اس لئے وہ اس کام کا زیادہ اہل ہے ؛

(۱۳) جب مسلمان ملازمین محکمہ کے ایسے امتحانات پاس کرنے کا قصد کرتے ہیں۔ جن پر ان کی ترقی کا دار و مدار ہوتا ہے۔ تو ان کو ناکام رکھنے کے لئے ان پر کام کا بہت زیادہ بوجھ ڈال دیا جاتا ہے لیکن ہندو ملازموں کو ہر طرح کی آسانیاں بہم پہنچائی جاتی ہیں ؛

(۱۴) اگر کوئی مسلمان افسر مسلمانوں پر سرکاری ملازمتوں کے دروازے کھولنے کے لئے جائز سے جائز کارروائی بھی کرنا چاہے تو اُسے ڈرایا اور دھمکایا جاتا ہے۔ اور اس کے خلاف پُر زور پراپیگنڈا شروع کرا دیا جاتا ہے جس سے سخت نقصان پہنچایا جاتا ہے ؛

(۱۵) مسلمانوں سے ایسے شعبوں میں کام نہیں لیا جاتا۔ جن کا تعلق علم سے ہوتا ہے۔ تاکہ وہ ان بے انصافیوں سے واقف نہ ہو سکیں جو مسلمانوں کے متعلق روا رکھی جاتی ہیں ؛

یہ ہیں وہ طریقے۔ جن سے کام لے کر ہندو اہلکار اور ہندو افسر مسلمانوں کے حقوق اور فوائد کا بے دریغ خون کر رہے ہیں لیکن باوجود اس کے ہندوؤں کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ کہ مسلمان ان کے ساتھ مل کر انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دیں۔ اور تمام سیاہ و سفید کا مالک انہیں بنا دیں۔ اس کے بعد ان کے حقوق کا تصفیہ کیا جائے گا ؛

حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ ساری خرابی اس وقت تک کی مسلمانوں کی غفلت اور آپس کے تفرقات کی وجہ سے رونما ہو رہی ہے۔ مسلمان اگر اپنے ملکی اور سیاسی حقوق کے لئے متفق ہو کر جدوجہد کریں۔ ہر بے انصافی کے خلاف پُر زور پراپیگنڈا سے کام لیں اور اس کے دور کرنے کا پُر زور مطالبہ کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہر پہلو سے اپنے حقوق حاصل نہ کر سکیں ؛

بلدیہ لاہور کے ہندو امیدواروں کی افسوسناک حرکات

بلدیہ لاہور کے انتخابات کے موقعہ پر ان لوگوں نے جو شہر کی اخلاقی۔ اقتصادی اور مالی حالت کے نگران اور مصلح بننے والے ہیں۔ ایسی ایسی حرکات کی ہیں۔ جو نہایت ہی شرمناک ہیں خاص کر ان لوگوں نے جو کامل آزادی اور خود مختار حکومت طلب کرنے والی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" (۲۸ اگست) ہندو امیدواروں کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے :-

"جن کا مقابلہ آج کل ہو رہا ہے۔ ان میں سے تو بعض حضرات نے شراب کی ندیاں بہا دی ہیں۔ اور ووٹر کو یہ حق ہے۔ کہ وہ ان ندیوں میں سے جس قدر گھونٹ چاہے۔ بھر لے۔ بشرطیکہ وہ اپنی پرچی اس ندی کے بہانے والے خادم قوم اور غریبوں کے حامی کو دے۔ پرچیاں جنہیں بڑی مقدس امانت سمجھا جاتا ہے۔ کھُلم کھلا ۲ یا ۴۔ روپیہ میں نہیں۔ بلکہ دس دس روپیہ میں بکیں"

اس کے علاوہ اور بھی کئی قسم کے معیوب طریق اختیار کئے گئے۔ یہ پنجاب کی سب سے بڑی اور مرکزی میونسپل کمیٹی کے امیدواروں کی حالت ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ یہ لوگ جمہوریت کے اصول کی کہاں تک قدر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور جو لوگ ان کے نمائندے منتخب ہوتے ہیں۔ وہ نمائندگی کا حق ادا کرنے کی کس قدر اہلیت رکھتے ہیں ؛

ہندو اور سکھ ایک فرقہ کے دو حصے ہیں

ڈسکہ کے گوردوارہ کی ملحقہ دوکانوں کے متعلق سکھوں میں خاص بے چینی پائی جاتی ہے۔ ان کے نہایت معزز اور سرکردہ لیڈر بابا کھڑک سنگھ صاحب کئی بار اس سلسلہ میں قید ہو چکے ہیں۔ ہندوؤں کے حق میں ... اب سکھ بھی مصالحت کے لئے سارا زور صرف کرنے کے بعد زیادہ مؤثر قدم اٹھانے کے لئے تیار ہو چکے ہیں۔ اور ہندوؤں کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے معاملہ نہایت نازک صورت اختیار کر چکا ہے۔ ان حالات میں آل انڈیا ہندو مہا سبھا نے صرف باتوں سے کام نکالنے اور سکھوں کو اپنے حق سے محروم رکھنے کے لئے حسب ذیل تار شائع کیا ہے :-

"ڈسکہ میں ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان تنازعہ سے بہت رنج ہوا۔ ایک ہی فرقہ کے دو حصوں کے درمیان اس خوفناک تنازعہ کا خاتمہ کریں" (پرتاپ ۲۹ اگست)

قطع نظر اس سے کہ اس تار کا کیا اثر ہوتا ہے۔ ہندوؤں کی اس ذہنیت کی داد ہونی چاہیئے۔ جس کے ماتحت ضرورت کے وقت وہ ایک مشہور مثل پر عمل کرنے سے قطعاً نہیں ہچکچاتے۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ سکھوں کو بالکل علیحدہ قوم قرار دیتے ہیں۔ اور ان کی علیحدہ نیابت کی تائید کرتے ہیں۔ لیکن اب جبکہ خود ان کے مقابلہ پر کھڑے ہیں۔ تو انہیں ایک ہی فرقہ کے دو حصے قرار دے رہے ہیں۔ اور اس امر کا اعلان کسی غیر ذمہ وار شخص کی طرف سے نہیں کیا جا رہا بلکہ تمام ہندوستان کے سارے ہندوؤں کی مہاسبھا کے سکرٹری کی طرف سے ہو رہا ہے ؛

اگر سکھ اور ہندو ایک ہی فرقہ ہیں تو گیا پنجاب میں سکھوں کا اپنے آپ کو اقلیت ظاہر کر کے اپنی تعداد سے بہت زیادہ حقوق طلب کرنا اور ہندوؤں کا ان کی حمایت میں کھڑا ہونا اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ سکھ اور ہندو محض مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اپنے آپ کو علیحدہ قرار دیتے ہیں ؛

کیا ہندو دھرم میں بیواؤں کی شادی کی اجازت ہے

ہم نے ایک مختصر نوٹ میں ہندوؤں کے ودھوا آشرموں کے شرمناک حالات انہی کی زبانی بیان کرتے ہوئے لکھا تھا۔ ہندوؤں کو بیواؤں کی شادی کی مذہباً ممانعت ہے۔ لیکن آزاد خیال ہندوؤں نے اس بارے میں اپنے مذہب کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے بیواؤں کی شادی کرانے کے لئے ودھوا آشرم کھول رکھے ہیں۔ مگر ان کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے۔ آریہ اخبار "آریہ گزٹ" (۲۹ اگست) اس کے متعلق لکھتا ہے :-

"ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ ہندو دھرم میں بیواؤں کی شادی کی اجازت ہے۔ لیکن "الفضل" دریدہ دہنی سے لکھتا ہے۔ ہندوؤں کو بیواؤں کی شادی کی مذہباً ممانعت ہے۔ بھلا آپ کب سے ہندو دھرم کے مفتی بنائے گئے"

"الفضل" کو ہندو دھرم کا مفتی بننے کا نہ دعوےٰ ہے۔ اور نہ ضرورت۔ لیکن "آریہ گزٹ" ہندو دھرم کے اس مفتی اعظم کے متعلق کیا کہہ سکتا ہے۔ جسے اس زمانہ کا مہارشی کہا جاتا ہے۔ اور جس نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے :-

"دوجوں میں عورت کا اور مرد کا ایک بار بیاہ ہونا وید آدی شاستروں میں لکھا ہے۔ دوسری بار نہیں" (صفحہ ۱۳۴)

پھر صاف الفاظ میں یہ ارشاد موجود ہے :-

"برہمن۔ کھشتری اور ویش ورنوں میں کھشت یونی عورت اور کھشت ویرج مرد کا پنر وواہ (دکر ربیاہ) نہ ہونا چاہیئے"

کیا ان الفاظ کے ہوتے ہوئے آریہ گزٹ کا یہ دعوےٰ سراسر باطل نہیں۔ کہ "ہندو دھرم میں بیواؤں کی شادی کی اجازت ہے" ان حوالوں سے تو بیواؤں کی شادی کی کھلی ممانعت ثابت ہے۔ کیا اب "آریہ گزٹ" اپنے گھر کے مفتی کے متعلق بھی وہ لفظ استعمال کرے گا۔ جو اس نے "الفضل" کے متعلق لکھا ؛

گاندھی جی اگر لندن سے خالی ہاتھ آئے

گاندھی جی جب قانون نمک کی خلاف ورزی کرنے کے لئے اپنے آشرم سے روانہ ہوئے تھے۔ تو انہوں نے کہا تھا۔ یا تو میں سوراجیہ لے کر آؤنگا۔ یا پھر سمندر میں میری لاش تیرتی ہوگی۔ لیکن سب نے دیکھا۔ نہ تو گاندھی جی سوراجیہ لائے۔ اور نہ اُن کی لاش تیری۔ بلکہ جیلے چنگے ایک ایسے صلحنامہ کی آڑ لیکر واپس آگئے جس میں ہر پہلو سے حکومت کا پلہ بھاری تھا۔ اب لندن روانہ ہوتے ہوئے انہوں نے کہا ہے۔ اگر میں خالی ہاتھ آیا۔ تو لوگوں کو حق ہوگا۔ کہ مجھے مار دیں۔ اور میں اُسے تشدد نہیں بلکہ عدم تشدد کا کام سمجھوں گا ؛

دراصل یہ عوام کے زائل شدہ اعتماد کو بحال کرنے کے لئے کہا گیا ہے

تاریخ اسلام

جنگِ بدر کے بعد

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ جنگِ بدر کے اگرچہ اور بھی متعدد بواعث تھے۔ لیکن جس چیز نے اسے عملی صورت دیدی وُہ عامر حضرمی کا قتل تھا۔ اور اسی کے خون کا انتقام لینے کے بہانہ سے کفارِ مکہ بدر کے مقام پر پہونچ گئے تھے۔ پھر یہ کس طرح ممکن تھا۔ کہ بدر کے میدان میں ان کے جو اتنے بڑے بڑے رؤساء مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے۔ ان کے انتقام سے غافل ہو کر وہ امن و چین سے بیٹھ سکتے۔

قریش کی قیادت

جنگ بدر میں چونکہ عتبہ اور ابوجہل وغیرہ مارے گئے تھے۔ اس لئے قریش کی قیادت عامہ ابو سفیان کے ہاتھ میں آ گئی۔ اور اس منصب کے لحاظ سے اس کا اولین فرض یہ تھا۔ کہ غزوۂ بدر کا انتقام مسلمانوں سے لینے کا انتظام کرے۔ جس کی وجہ سے مکہ کا ہر گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ چنانچہ ابو سفیان نے منت مانی تھی۔ کہ جب تک مقتولین بدر کا انتقام نہ لیگا۔ نہ تو غسل جنابت کرے گا۔ اور نہ ہی سر میں تیل ڈالے گا۔ اس عہد کو پورا کرنے کے لئے اس نے ذی الحجہ ۲ھ میں دو سو شتر سوار لے کر مدینہ پر چڑھائی کی۔

یہود کی معاہدہ سے روگردانی

بدر کے مقام پر مسلمانوں کو جو فتح نصیب ہوئی۔ اس نے یہود کے دل میں بھی آتشِ حسد بھڑکا دی۔ اور انہوں نے بھانپ لیا۔ کہ مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں تجارت و صنعت۔ مال و دولت۔ قوت و شوکت اور علم و فضل کے لحاظ سے انہیں جو فوقیت حاصل ہے۔ وُہ اسلام کے مقابلہ میں زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکے گی۔ اور اس کے تحفظ کا طریق یہی ہے۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ اسلام کو ناکام کیا جائے۔ چنانچہ مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کے باوجود انہوں نے ان کی مخالفت کی تیاریاں شروع کر دیں۔ چونکہ ان کے ان ارادوں کی اطلاع قریش کو بھی ملتی رہتی تھی۔ اس لئے مسلمانوں کے مقابلہ میں وُہ ان سے تعاون کے امیدوار تھے۔ چنانچہ ابو سفیان یہود بنو نضیر کے رئیس سلام بن مشکم کے پاس آیا۔ جس نے نہایت گرمجوشی کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ اور خُوب خاطر و مدارات سے پیش آیا۔ اس کے لئے عُمدہ عمدہ کھانے تیار کرائے۔ شراب پلائی۔ اور مدینہ کے خفیہ راز اس پر ظاہر کئے۔

غزوۂ سویق

رات اس کے پاس بسر کرنے کے بعد علی الصباح ابو سفیان عریض پر حملہ آور ہؤا۔ جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر مسلمانوں کی چراگاہ تھی۔ اور وہاں پر ایک انصاری حضرت سعد بن عمرو کو شہید کر دیا۔ نیز چند مکانات اور گھاس کے ذخیرہ کو نذرِ آتش کر دیا۔ اور اس طرح گویا اس نے اپنی وُہ قسم پُوری کر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی۔ تو آپؐ اس کے مقابلہ کے لئے نکلے لیکن وُہ مکہ کو واپس چلا گیا۔ مسلمانوں نے کچھ فاصلہ تک اس کا تعاقب کیا۔ ابو سفیان کے پاس سامانِ رسد کے طور پر بہت سے ستو تھے۔ اور اس کے ساتھی بھاگتے ہُوئے گھبراہٹ اور پریشانی کی وجہ سے ستو کے بورے پھینکتے جاتے تھے۔ جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ ستو کو عربی زبان میں چونکہ سویق کہتے ہیں۔ اس لئے اس جنگ کا نام غزوۂ سویق مشہور ہو گیا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا کی شادی

واقعات کی ترتیب کو ملحُوظ رکھتے ہُوئے اس موقعہ پر تزویج حضرت فاطمۃ الزہرا کا ذکر ضروری ہے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے سب سے چھوٹی تھیں۔ لیکن اب آپ کی عمر اٹھارہ سال ہو چکی تھی۔ ابن سعد کی ایک روایت ہے۔ کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی آپ سے نکاح کی درخواست کی۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کچھ خدا کا حکم ہوگا۔ وُہ ہوگا۔ لیکن دوسرے ذرائع سے اس روایت کی تصدیق نہیں ہوتی۔ اور اس کی صحت میں بہت سا شبہ ہے۔ بہر حال حضرت علیؓ نے درخواست کی۔ تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے دریافت فرمایا۔ آپ خاموش رہیں۔ اور آپؐ نے اسے رضامندی پر محمول فرما لیا۔

اس سنت نبوی میں ہر مومن ماں باپ کے لئے یہ نصیحت موجود ہے۔ کہ نکاح کے لئے لڑکی کی مرضی معلوم کی جائے۔ وہ والدین جو اپنی نادانی اور جہالت سے اسے شرافت اور شرم و حیا کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جو چیز فخر موجودات سید ولد آدم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک جائز اور قابلِ عمل ہے اس پر عمل کرنا حقیقی شرافت ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا کا مہر اور جہیز

اس نکاح کا جس میں دونوں فریق مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ سے نہایت ہی معزز اور قابلِ احترام ہستیاں تھیں۔ ذکر ذرا تفصیل کے ساتھ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے تا اس زمانہ کے مسرف اور رسم و رواج کی پابندی میں شادی کے موقعہ پر تباہ ہونے والے مسلمانوں کے لئے سبق کا موجب ہو سکے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے دریافت فرمایا۔ تمہارے پاس مہر کے لئے کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ کچھ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا جنگِ بدر میں جو زرہ تمہارے حصہ میں آئی تھی۔ وُہ کیا ہُوئی۔ حضرت علیؓ نے جواباً عرض کیا۔ وُہ تو موجود ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ بس وُہی مہر ہوگا۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس زرہ کی قیمت کا اندازہ سوا روپیہ سے زیادہ کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ حضرت علیؓ کا اثاثۃ البیت بھی صرف ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ اور پھٹی پُرانی یمنی چادر تھی۔ وبس۔ شاہنشاہ کونین ؐ نے اپنے پاس سے اپنی لختِ جگر سیدۂ عالم کو جو جہیز دیا۔ وُہ ایک بان کی چارپائی۔ ایک چمڑے کا گدا جس کے اندر روئی کے بجائے کھجور کے پتے تھے۔ ایک چھاگل۔ ایک مشک۔ دو چکیاں اور دو مٹی کے گھڑوں پر مشتمل تھا۔

مسلمانوں کے مصائب کا علاج

آج مسلمان اگر اس اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوں۔ تو ان کی بے شمار تکالیف اور مصائب دُور ہو سکتی ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر حضرت علیؓ مہر کے لئے زیادہ رقم کا وعدہ کر لیتے۔ یا ادھر اُدھر سے قرض لے کر ادا کر دیتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی کو شاندار جہیز دینے کے لئے قرض لینا چاہتے۔ تو یقیناً ایسا کر سکتے تھے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ دونوں میں سے کسی نے بھی ایسا نہیں کیا۔ حضرت علیؓ کے پاس جو کچھ حاضر تھا۔ وہی مہر کے طور پر پیش کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کچھ میسر تھا۔ وُہ بطور جہیز دے دیا۔ اور اپنی علوشان اور بلند مرتبت کے باوجود اس میں اپنی کسرِ شان یا سُبکی نہ سمجھی۔ پس وُہ مسلمان جو ناداری اور زیرباری کے باوجود اپنی اولاد کی شادی کے مواقع پر اپنی مفروضہ ناک کی حفاظت کے لئے نہایت بے باکی کے ساتھ قرض اٹھا لیتے ہیں۔ اگر یہ سمجھ لیں۔ کہ ان کی ناک شاہنشاہ کونین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور حضورؐ کے فرزند نسبتی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے زیادہ بڑی کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتی تو وُہ کئی قسم کی تباہیوں سے بچ سکتے ہیں۔

واقعاتِ متفرقہ

اسی سال یعنی ۲ھ میں بعض مورخین کے قول کے مطابق رمضان کے روزے فرض ہُوئے۔ صدقہ عید الفطر کا حکم جاری ہؤا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ کے دوران میں اس کے فضائل بیان فرمائے۔ اور پھر اس کے اجراء کا حکم صادر فرمایا۔ عید الفطر کی نماز باجماعت بھی پہلے پہل اسی سال ادا فرمائی۔ اس سے پہلے عید کی نماز نہ ہُوتی تھی۔

تحقیق الادیان

کامل الہامی کتاب وید ہے یا قرآن؟

پنڈت واچسپتی صاحب ایم۔ اے۔ نے۔ آریہ گزٹ ۸ اگست میں ایک مضمون بعنوان "وید ایشور یہ گیان ہے" الفضل کے مضمون "وید الہامی نہیں" کے جواب میں تحریر کیا تھا۔ اس کے ایک حصہ کا جواب "الجواب" الفضل "۳۱ اگست میں چھپ چکا ہے۔ آج کی صحبت میں اس کے دوسرے حصے کا جواب سپرد قلم کیا جاتا ہے۔

پنڈت صاحب نے اس مضمون میں الہامی کتاب کے لئے از خود بعض معیار تجویز کر دیئے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بلا وجہ دعویٰ پیش کیا ہے۔ کہ قرآن مجید ان معیاروں کے رو سے الہامی ثابت نہیں ہو سکتا۔

ہر چند یہ ضروری نہیں۔ کہ الہامی کتاب ہر اس معیار پر پوری اترے۔ جو کسی انسانی دماغ کا اختراع ہو۔ اس طرح ہر شخص اپنے لئے جداگانہ معیار مقرر کر کے کہہ سکتا ہے۔ کہ میں کسی اور معیار کو تسلیم نہیں کرتا۔ جب تک میرا تجویز کردہ معیار کسی الہامی کتاب میں نہ پایا جائے۔ میں اسے الہامی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور اس طرح ... اسے قادر کا فرمودہ کلام بازیچۂ مردماں بن جاتا ہے۔ مگر جو معیار پنڈت صاحب نے پیش کئے ہیں۔ ان پر بھی تنقیدی نظر ڈالکر ہم بتانا چاہتے ہیں۔ کہ ان میں کہاں تک معقولیت ہے۔

پرماتما کا گیان مکمل ہونا چاہیئے

پنڈت صاحب نے پہلا معیار یہ پیش کیا ہے:۔

"پرماتما کا گیان مکمل ہونا چاہیئے۔ اس میں کبھی کسی لوط بدل کی ضرورت نہ رہنی چاہیئے"

بے شک ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ کامل الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی تعلیمات میں کامل ہو۔ اور کبھی اس امر کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ کہ اس کے احکام میں تغیر و تبدل کیا جائے۔ یا ضرورت زمانہ کے ماتحت اس کے کسی حکم پر عمل کرنا ناممکنات میں سے ہو جائے۔ مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ اس معیار کے رو سے صرف قرآن مجید ہی ایسی کتاب ہے۔ جو الہامی ثابت ہو سکتی ہے۔

ویدوں میں تغیر و تبدل

اس وقت ہمارا روئے سخن چونکہ صرف ویدوں کی طرف ہے۔ اس لئے اور الہامی کتب کو چھوڑتے ہوئے صرف انہی کے متعلق ثابت کرتے ہیں۔ کہ وہ ہرگز کامل الہامی کتب نہیں۔ اگر وہ کامل الہامی کتب ہوتیں۔ تو ان میں شلوکوں کے شلوک خود بنا کر لوگوں کو داخل کرنے کی ضرورت نہ پیش آتی۔ اور انہیں انسانی دست برد کا تختہ مشق نہ بنایا جاتا۔ یہ ہمارا دعویٰ محتاج ثبوت نہیں۔ بلکہ اس قدر واضح اور ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ رگوید آدی بھاشی بھومکا اردو صہ ۲۵ پر سوامی دیانند جی کو بھی لکھنا پڑا۔

"سائن وغیرہ زمانۂ حال کے پورانک پنڈتوں نے پران کی کتھاؤں کو جوان کے ذہن میں سمائی ہوئی تھیں۔ جگہ جگہ ویدوں میں داخل کر دیا ہے"

اسی طرح اپدیش منجری میں بھی سوامی جی فرماتے ہیں:۔

"ان دنوں برہمنوں نے خود غرضی میں پھنس کر ویدوں کا پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ گویا بالکل نشٹ کر دیا ہے۔ اتھرو وید میں اوپنشد کر کے گھسیڑ دیا ہے۔ یہ خود غرضی سے شاستری لوگوں نے نئے نئے شلوک بنا کر لوگوں کو بھرم ڈالنے کے لئے ڈال رکھے ہیں سو یہ بڑے دکھ کی بات ہے" صہ ۳

ایک مشہور پنڈت شوشنکر لکھتے ہیں۔

"جین دھرم کی کتابوں میں اس بات کا ذکر ملتا ہے۔ کہ اصل وید اور ہی تھے۔ نئے نئے وید بنا کر ان میں ایذا رسانی کی تعلیم دی گئی ہے" (بھارت ورش کا دہارمک اتہاس صہ ۱۳۱)

پھر لکھتے ہیں:۔

"اتما رام جینی نے بھی لکھا ہے۔ کہ پرانے چار وید جین دھرم کے لئے قابل تسلیم تھے۔ مگر ان میں جب سے برہمنوں نے ملاوٹ کی۔ تب سے وہ غیر مسلم ہو گئے۔" صہ ۱۳۰

الیسٹرن مانک ازم صہ ۱۸۵ پر مہاتما بدھ کی گواہی بایں الفاظ درج ہے:۔

"دراصل وید تین تھے۔ جو مہا برہم سے حاصل کئے گئے۔ اس وقت ان میں راستی و صداقت تھی۔ مگر اس کے بعد برہمنوں نے ان میں تحریف کر دی۔ اور اب ان میں بہت سی غلطیاں ہیں"

سوامی دیانند جی نے بھی ایک مشہور ہندو فلاسفر چارواک کا قول ستیارتھ پرکاش میں نقل کیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"جہاں گوشت کا کھانا لکھا ہے۔ وہ وید کا حصہ راکشش کا بنایا ہوا ہے" صہ ۴۵

ان حوالجات سے ثابت ہے۔ کہ ویدوں میں تغیر و تبدل ہوا۔ ان میں کمی بیشی کی گئی۔ بعض حصے نکال دیئے گئے۔ اور بعض نئے داخل کر دیئے گئے۔ جب وید اس قدر تغیرات کا تختہ مشق بن چکے ہیں۔ تو یقیناً ثابت ہو گیا۔ کہ وید پرماتما کا کامل گیان نہیں۔

ویدوں کی ناقابل عمل تعلیم

پھر کامل الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کی کوئی تعلیم ایسی نہ ہو۔ جو ناقابل عمل ہو۔ مگر ویدوں میں کئی ایسی تعلیمیں ہیں۔ جن پر خود ویدوں کے ماننے والے عمل کرنے کے لئے تیار نہیں مثلاً نیوگ کی تعلیم اس پر کون باغیرت انسان عمل کر سکتا ہے۔ پھر شادی کے متعلق ہدایت ہے۔ کہ

"نہ زرد رنگ والی۔ نہ زیادہ اعضاء والی۔ یا مرد کی نسبت زیادہ لمبی چوڑی، نہ زیادہ طاقت والی۔ نہ کسی مرض میں مبتلا۔ نہ وہ جس کے بال نہ ہوں۔ نہ بہت بالوں والی۔ نہ بکواس کرنے والی۔ اور نہ بھوری آنکھوں والی عورت کے ساتھ شادی کرے × × × × × × × × × × × جس کا نام اچھا ہو جس کی رفتار ہنس اور ہاتھی مانند ہو۔ جس کے بدن کے رونگٹے باریک اور سر کے بال اور دانت چھوٹے اور سب اعضاء ملائم ہوں۔ ویسی عورت کے ساتھ بیاہ ہونا چاہیئے۔ (ستیارتھ پرکاش صہ ۱۰۱ بحوالہ منو سمرتی)

بتلایا جائے۔ کیا اس تعلیم پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اور کیا خود آریہ سماجی اس کے پابند ہیں۔ قطعاً نہیں۔ پس ایسی تعلیمات کی وجہ سے وید کامل الہامی کتاب نہیں۔

قرآن میں کوئی تغیر نہیں ہوا

اس کے مقابلہ میں قرآن مجید ایسی کتاب ہے۔ جس میں ایک ذرہ بھر بھی تغیر نہیں ہوا۔ اور یہ ایسی ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ اسلام کا اشد معاند سر ولیم میور بھی لکھتا ہے:۔

"جہاں تک ہمارے معلومات ہیں۔ دنیا میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں۔ جو اس (قرآن کریم) کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو"

(دیباچہ لائف آف محمدؐ صفحہ ۲۱)

پس پہلے معیار کی رو سے قرآن مجید ہی الہامی کتاب ثابت ہوتا ہے۔ نہ کہ وید۔

ہمیشہ کے لئے مکمل تعلیم ابتدائے آفرینش میں نازل نہیں ہو سکتی

دوسرا معیار پنڈت صاحب نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے

کہ کامل الہام "ابتدائے عالم میں ہونا چاہیئے۔ اگر وقت وقت پر الہام ہوتا رہا۔ تو یہ ثابت کرنا ہوگا۔ کہ تورات زبور اور بائیبل میں کونسی کمی تھی۔ جسے پورا کرنے کے لئے قرآن کی ضرورت محسوس ہوئی"

یہ معیار قطعاً درست نہیں۔ وجہ یہ کہ ابتدائے عالم میں چونکہ انسانوں کی حالت بلحاظ اخلاق و علم بچوں کی سی تھی۔ اسلئے یہ ہرگز مناسب نہ تھا۔ کہ ان کے سامنے ایسی تعلیم رکھی جاتی۔ جس کی ضرورت ذہنی ترقی کے بعد تھی۔

بانیٔ آریہ سماج نے بھی لکھا ہے:۔

"آدی سرشٹی میں ایشور نے بہت سے انسان حیوان پکھیرو پیدا کئے۔ چنانچہ یجر وید کے اکتیسویں ادھیائے میں اس کا مفصل بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ان میں گیان اور کرم کی وجہ سے اب جیسا فرق ہو گیا ہے۔ موجود نہ تھا۔ ان لوگوں کو صرف کھانا پینا اور بھوگ کرنا ہی معلوم تھا۔ (اپدیش منجری صہ ۲۹)

پس جب ابتداء میں دنیا کی حالت ایسی نہیں تھی جیسی اب ہے۔ تو ایسی کتاب ان کے لئے کیونکر مفید ہو سکتی تھی۔ جو اس وقت کارآمد سمجھی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں ابتدائے آفرینش کے وقت جب کہ لوگ چوری۔ ڈاکہ زنی۔ زنا۔ قتل اور وغیرہ معیوب افعال سے ناواقف تھے۔ ان جرائم اور گناہوں کا ذکر کرنا اور ان کے متعلق احکام بیان کرنا یہ معنی رکھتا کہ ناواقف لوگوں کو ان کا پتہ بتایا جاتا۔ پس اس وقت جو الہامی تعلیم ان کے لئے نازل کی گئی۔ وہ ان کی حالت کے لحاظ سے تو مکمل تھی۔ لیکن وہ ایسی نہ تھی۔ کہ ہمیشہ کے لئے مکتفی ہو سکتی۔ یہی صورت ہر زمانہ میں رہی۔ جب دنیا ترقی کر کے اگلے دور میں جا پہنچی۔ تو پہلی تعلیم جو ان کے لئے ناکافی تھی اور اسی وجہ سے اس کی ہمیشہ کے لئے حفاظت کا خدا تعالیٰ نے ذمہ نہ لیا تھا۔ اس کی بجائے اس زمانہ کے لحاظ سے مکمل تعلیم آ گئی۔ حتیٰ کہ وہ زمانہ آ گیا۔ جسے نسل انسانی کی بلوغت کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ اس وقت قرآن جیسی مکمل الہامی کتاب نازل کی گئی۔ اور اسے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔

وید ابتدائے آفرینش میں نازل نہیں ہوئے

علاوہ ازیں آریوں کا یہ دعوےٰ کہ وید ابتدائے آفرینش میں نازل ہوئے خود ویدوں کی رو سے باطل ہے۔ چنانچہ رگوید میں لکھا ہے۔ "اے انسانو۔ . . . . تم کو دھرم ہی پر عمل کرنا چاہیئے۔ ادھرم اختیار نہیں کرنا چاہیئے جس طرح زمانہ قدیم کے دیو یعنی صاحب علم و معرفت راستی شعار طرفداری و تعصب سے خالی علم اور دانش اور دھرم کے حکم عزیز جاننے والے تمہارے بزرگ تمام علوم سے ماہر لائق و فائق گذر چکے ہیں × × × اور میرے بتائے ہوئے دھرم پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح تم بھی دھرم کے پابند رہو" (رگوید آدی بھاشی بھومکا منقول حوالہ رگوید اشٹک ۸ ادھیائے ۸ ورگ ۹ مہ منتر ۲،۱)

اس حوالہ میں "زمانہ قدیم کے دیو" اور "تمہارے بزرگ تمام علوم سے ماہر لائق و فائق گذر چکے ہیں" کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ وید آغاز عالم میں نہیں اترے بلکہ اس وقت آئے جب ان سے پہلے بہت سے بزرگ گذر چکے تھے۔ اسی طرح لکھا ہے:۔

"تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے تم نے جو اس کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے تم روئیں تن اور فولاد بازو ہو اپنے زور و شجاعت سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو" یہ پہلے میدان جن میں دشمنوں کی افواج کو جیتا گیا۔ وہی ہیں۔ جو نزول وید سے پہلے تھے۔ پس ظاہر ہوا۔ کہ وید آغاز عالم میں نہیں اُترے۔

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ ویدوں کے نزول سے پہلے دنیا میں لوگ موجود تھے۔ پس ازلیت وید کا دعوےٰ خود ویدوں کے حوالہ سے باطل ہو گیا اور اس طرح پنڈت دھرم بھکشو جی صاحب ایم اے کے خود ساختہ معیاروں کے رو سے بھی وید کامل الٰہی گیان ثابت نہ ہو سکا

افغانستان کے متعلق باطل پروپیگنڈا کی تردید

اعلیحضرت محمد نادر شاہ غازی نے اپنی بے نظیر ہمت۔ شجاعت۔ عزم۔ اور تدبیر کی پختگی سے افغانستان کو بچہ سقاؤ کی لعنت سے پاک کیا اور بادشاہی قبول کر کے آزادی اس کے امن اور اس کے باشندوں کی عزت کے تحفظ کا مکمل سامان پیدا کر دیا تو بعض کور باطن اشخاص نے مشرق اور اسلام کی اس جلیل القدر ہستی کے خلاف بے بنیاد الزامات اور جھوٹے پروپیگنڈا کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ وہ کون سی گالی تھی جو ان دشمنان شوکت اسلام نے اعلیحضرت کے نام نامی کے ساتھ استعمال نہیں کی اور وہ کون سا ذلیل سے ذلیل اتہام تھا جو اعلیحضرت کی ذات ہمایونی پر نہیں لگایا گیا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اب باطل کے تیرہ و تار بادل آفتاب حق کی تیز شعاعوں کے سامنے کافور کی طرح اڑ گئے ہیں اور اعلیحضرت محمد نادر شاہ غازی کی زبردست سیاست نے روس۔ انگلستان۔ ایران۔ جاپان۔ اور دیگر ممالک کے ساتھ مساوات اور برابری کے اصول پر معاہدات طے کر کے یہ بات اظہر من الشمس کر دی ہے کہ افغانستان کا اسلامی ملک ہر طرح سے کامل طور پر آزاد اور خود مختار ہے اور جمہوریت کے صحیح اصول پر افغانستان میں اقوام کے منتخب نمائندوں کی ایک آزاد پارلیمنٹ قائم کر کے جس کا افتتاح چند روز ہوئے کابل میں عمل میں آ چکا ہے۔ یہ بات ثابت کر دی کہ اعلیحضرت محمد نادر شاہ غازی کو تمام باشندگان افغانستان کے احساسات عقیدت کا پورا پورا اعتماد حاصل ہے۔ ان دونوں واقعوں کے عملی اعلان کے بعد افغانستان کی موجودہ حکومت اور اس کے بے نظیر فرمانروا کا دامن ان تمام شکوک و شبہات سے پاک ہو جاتا ہے جو بعض غرض پرست اشخاص وقتاً فوقتاً ان کے خلاف تراشتے رہتے ہیں اور جن کے سراسر جھوٹے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر ہندوستان کے بعض سادہ لوح اشخاص فریب کھاتے رہتے ہیں۔

اعلیحضرت محمد نادر شاہ غازی جنہوں نے تل کا قلعہ مسخر کر کے افغانستان کے لئے استقلال حاصل کیا تھا پارلیمنٹ کا افتتاح کرتے ہوئے تخت شاہی کی طرف سے جو شاندار تقریر کی ہے ہم اس کے بعض فقروں کی طرف باشندگان ہند کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ اعلیحضرت نے تمام ممالک خارجیہ کے سفیروں ایلچیوں اور اپنی قوم کے منتخب نمائندوں کے سامنے بہ بانگ دہل یہ اعلان کر دیا ہے:۔

"اہل غرض فتح کابل کے بعد یہ پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ میں نے جب کہ میں سمت جنوبی میں تھا دولت برطانیہ سے امداد حاصل کی ہے اور میں نے دولت انگریز کو امتیازات دے رکھے ہیں۔ میں آج وکلائے ملت کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ میں نے قادر مطلق کے فضل و کرم کے اور باشندگان افغانستان کی امداد و اعانت کے سوا کسی اجنبی سلطنت کی مدد سے کابل فتح نہیں کیا اور میں نے وطن کو نجات دلانے کا رتبہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور ملت افغانستان کی ہمت و غیرت کی بدولت حاصل کیا ہے"

ایک دوسرے مقام پر اعلیحضرت ارشاد فرماتے ہیں:۔

"میں آپ کو خاطر جمعی دیتا ہوں کہ میری حکومت نے آج تک کسی خارجی سلطنت کو امتیازی حقوق نہیں دیئے اور جب تک میں زندہ ہوں انشاء اللہ تعالیٰ میرا قلم کسی ایسے معاہدہ پر دستخط نہیں کرے گا"

ان اعلانات کے بعد جو ایک بادشاہ کی زبان سے نہ صرف اپنی قوم کے منتخب نمائندوں کے سامنے بلکہ دول خارجیہ کے سفیروں ایلچیوں کے سامنے بہ بانگ دہل کئے گئے ہیں ان تمام بے بنیاد الزامات کی قلعی کھل جاتی ہے جو غرض پرست اشخاص لوگوں کی رائے عامہ کو گمراہ کرنے کے لئے دنیا میں پھیلاتے رہتے ہیں۔

ہم مخالفین سے کہتے ہیں کہ وہ اب اپنی خرافات سے باز آ جائیں اور اپنے گذشتہ اعمال اور کردار پر توبہ کریں۔ ہم صدق دلی سے دنیائے اسلام ملت افغان اور اعلیحضرت محمد نادر شاہ کی ذات ہمایونی کو مبارکباد دیتے ہیں اور ہندوستان کے باشندوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ حق کے اس آفتابی اظہار کے بعد غرض مند اشخاص کے تباہ کن پروپیگنڈا کا استیصال کرنے کے درپے ہو جائیں اور ایک آزاد اسلامی ملک اور اس کے بے نظیر بادشاہ کو دشمنان اسلام کے پیچ در پیچ حملوں سے بچانے کی کوشش کریں۔

ہم اپنے دوسرے اعلانات میں افغانستان کے متعلق دیگر روشن حقائق کو بے نقاب کریں گے اور ان تمام الزامات کی ایک ایک کر کے قلعی کھول دیں گے جو ہمارے مایۂ ناز بادشاہ کی ذات ہمایونی پر لگائے جا رہے ہیں۔

ہم ہیں ارکان انجمن جوانان افغان لاہور

باشندگانِ شوپیاں کی عرضداشت

مہاراجہ صاحب کشمیر کی خدمت میں

پولیس کے مظالم کے خلاف آواز

جناب عالی بعد ادب آداب گذارش ہے۔ کہ:۔

۱۔ باشندگان قصبہ شوپیاں ہمیشہ سے غریب اور لاچار ہیں۔ اور پُرامن رعایا وفادار سری سرکار والا مدار ہیں باوجودیکہ موجودہ شورش سے کشمیر میں ہر جگہ فضا مکدر ہو چکی ہے۔ تاہم اہالیان قصبہ شوپیاں نہایت امن اور امان سے اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ہر طرح سے حضور مہاراجہ بہادر کی وفادار رعایا ہیں۔

۲۔ اس اثنا میں میلہ پنڈتاں (شراون ماہ) یعنے کرپال موچن بمقام ناگربل بٹہ پورہ شوپیاں مورخہ ۸ بھادوں سمت ۱۹۸۸ بکرم ہوا ہے جس میں ہر اطراف کے پنڈت آئے تھے۔ خصوصاً سری نگر کے پنڈت بکثرت آئے تھے جنہوں نے موجودہ تھانیدار قصبہ شوپیاں اور تفتیش سارجنٹ کو نہ معلوم کیا سکھایا۔ کہ وُہ مسلمانوں کو ہر طرح تنگ کرنے کے درپے ہو گئے۔ اور اس روز سے انہوں نے متعصبانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ طرح طرح کی تکالیف دے کر لوگوں کے جذبات کو مجروح کر رہے ہیں۔ اور عوام الناس کو مشتعل کر کے فساد کرانا چاہتے ہیں جس کا ثبوت ذیل کے واقعات سے ملتا ہے۔

۳۔ ۹۔ بھادوں سمت ۱۹۸۸ بکرم کی رات کے ایک بجے بلا وجہ ایک معزز دوکاندار مسمی عبدالرحمٰن کو گھر سے بلا کر تھانہ دار و تفتیش سارجنٹ نے گرفتار کر لیا۔ اسے گالیاں دی گئیں۔ اور قصبہ شوپیاں میں اس طرح پھرایا۔ کہ خود تھانہ دار گھوڑے پر سوار تھا۔ چند کانسٹبل ساتھ تھے۔ اور دوکاندار مذکور کو اپنی سواری کے آگے آگے دوڑایا۔ قصبہ شوپیاں کے محلوں میں عبدالرحمٰن کی بے حرمتی اور بے عزتی کی گئی۔ اور پھر چھوڑ دیا۔

۴۔ قصبہ شوپیاں کے جملہ معزز مسلمان دوکانداروں کے نام لے لے کر انہیں سخت فحش گالیاں دی گئیں۔

۵۔ مسمی عبدالعزیز صاحب بٹ مؤذن جامع مسجد قصبہ شوپیاں کو آذان دینے پر تھانہ دار مذکور نے گالیاں دیں۔ اور نماز میں روکاوٹ پیدا کر کے عوام الناس کو سخت مشتعل کیا۔

۶۔ غریب پرور ہم مظلوم اس قسم کی توہین مذہب مداخلت فی الدین۔ اور دیگر بدسلوکیاں برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم بھی حضور کی وفادار رعایا ہیں۔ اس لئے بکمال ادب التماس ہے۔ کہ اس بارے میں فوری کارروائی کر کے ہماری دادرسی کی جائے۔

عرضی گزار خاکسار ابو رشید پیر واعظ نمائندہ مسلمانان شوپیاں۔

احمدیہ ہوسٹل لاہور

جماعت کے ان دوستوں کو جن کے عزیز لاہور کے کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ علم ہو گا۔ کہ نظارت تعلیم و تربیت نے اپنے انتظام کے ماتحت لاہور میں احمدی طلباء کے آرام اور دینی تربیت کے لئے ایک ہوسٹل کھولا ہوا ہے۔ جہاں قریباً ہر کالج کے احمدی طلباء رہتے ہیں۔ انتظام کی عمدگی اور طلباء کے آرام و آسائش کی حتے المقدور پوری پوری کوشش کی جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ اور دیگر بزرگانِ سلسلہ انتظام ہوسٹل میں خاص طور پر دلچسپی لیتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے وُہ سب صاحبزادگان جو لاہور کے کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خواہش کے مطابق احمدیہ ہوسٹل میں ہی رہائش رکھتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت اقدس احمدی طلباء کے لئے اس ہوسٹل کی رہائش کہاں تک پسند فرماتے ہیں۔ جن دوستوں کے عزیز لاہور کے کالجوں میں تعلیم پا رہے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ احمدیہ ہوسٹل میں انہیں داخل کرائیں۔

اس سال ہوسٹل حسب معمول انشاء اللہ العزیز ۱۵ ستمبر کو کھلے گا۔ اور کوٹھی غالباً وہی ہو گی۔ یعنی ۲۳ ایمپرس روڈ متصل ضلع پولیس لائن۔ جو گزشتہ سال تھی۔ سابقہ طلباء جن کی سیکورٹی موجود ہے۔ سمجھا جائے گا۔ کہ وُہ داخل ہونگے۔ دوسرے طلباء اپنی اپنی درخواستیں پتہ ذیل پر ۱۵ ستمبر سے قبل بھیج دیں۔ تاکہ پھر دقت پیش نہ آئے۔ نشستیں محدود ہیں۔ اس لئے علے الترتیب درخواستوں پر غور کیا جائے گا۔

پتہ:۔ میاں فضل کریم وکیل ۶ چیمبر لین روڈ۔ لاہور۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

مسلمانوں سے گاندھی جی کی بیعت لینے کا فتنہ

کانگریسی مولویوں کی آڑ میں ایک نیا فریب

لدھیانوی صاحب اور بخاری صاحب پھر دہلی میں تشریف لائے ہیں۔ اور اس مرتبہ انہوں نے عام مسلمانوں کو ایک نیا مغالطہ دیا ہے اور وُہ یہ کہ مفتی کفایت اللہ صاحب کی مبالغہ آمیز تعریفیں کر کے بخاری صاحب مسلمانوں سے ہاتھ اٹھواتے ہیں۔ کہ تم بیعت کرو۔ نیز کہتے ہیں۔ کہ میں نے ان کی جوتیوں سے بیعت کی ہے۔ اور تم ان کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ اگر اس بیعت سے مراد شرعی بیعت ہے۔ تو یہ بیعت اس کے ساتھ جائز ہے۔ جس کے ساتھ عقیدت ہو۔ اور وُہ بیعت اس طرح عام جلسوں میں مغالطہ دیکر ہاتھ اٹھانے سے نہیں ہُوا کرتی۔ علاوہ ازیں اہل بیعت کے لئے یہاں بڑے بڑے علماء و مشائخ موجود ہیں۔ جن کا تقدس و علم مفتی کفایت اللہ صاحب سے کہیں زیادہ ہے۔ اور جن کے روحانی مشاغل و عقائد بھی اچھے ہیں۔ مثلاً مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب اور مولانا نور الحسن صاحب صابری یا حسین بخش۔ یا مولانا حاجی مشتاق احمد صاحب وغیرہ۔ اور اگر سیاسی بیعت مراد ہے۔ تو خود مفتی کفایت اللہ صاحب مسٹر گاندھی کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ لہٰذا اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ مفتی صاحب کے ذریعہ سے یہ بیعت گاندھی صاحب کے ہاتھ پر کرائی جاتی ہے اور غضب خدا کا کہ اس وقت کلمہ شریف پڑھوایا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے۔ کہ گاندھی جی کلمہ اور کلمہ گو مسلمانوں کے حقوق کے دشمن ہیں علاوہ ازیں دہلی کے مسلمان سیاسی بیعت مولانا محمد علی مرحوم کے مسلک پر کر چکے ہیں۔ اور جامع مسجد جیسے بارس کا اعلان ہو چکا ہے۔ اب وُہ مرحوم کی روح کو دغا نہیں دینگے۔ لہٰذا وُہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کی اُن تجاویز کے زبردست حامی ہیں۔ جو دہلی میں منظور ہوئیں۔ اور اب تمام مسلمانانِ ہند صرف چند کانگرسی مسلمانوں کے سوا انہیں تسلیم کر چکے ہیں۔ پس یہ ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ مسلمانانِ دہلی سواد اعظم کی پیروی کو چھوڑ کر مفتی کفایت اللہ صاحب کے پیچھے ہو جائیں۔ جو خود اپنے سابقہ فیصلہ کے برخلاف گاندھی جی کے پیچھے چل رہے ہیں۔ بخاری صاحب جب پہلے یہاں آئے۔ تو کانگریس کے زبردست حامی تھے۔ پھر جیل سے چھوٹ کر آئے۔ تو اس کے مخالف ہو گئے۔ اور لاہور میں کئی تقریریں مخالفت میں کیں۔ اب دہلی میں آئے ہیں تو پھر کانگرس اور گاندھی جی کا راگ الاپ رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہماری تقریریں اخباروں میں غلط شائع ہوئیں۔ جو لوگ صبح و شام بدلتے رہیں۔ ان پر مسلمان کس طرح اعتماد کر سکتے ہیں۔ خدا جانے کل کیا کہینگے۔ اور پرسوں کیا فرمائیں گے اس لئے مسلمانانِ دہلی کو چاہیئے۔ کہ وُہ ایسے ریاکاروں کی شیوہ بیانی سے متاثر نہ ہوں۔

(تیس کے قریب معزز مسلمانان دہلی کے نام)

کشمیر کے متعلق غیر مسلموں سے اپیل

۱۲ راگست ۱۹۳۱ء کو میں نے دہلی شہر میں ہندو سبھا کا ایک پوسٹر لگا ہوا دیکھا۔ جس میں ریاست حیدر آباد بھوپال جوناگڑھ رام گڈھ اور کشمیر کی ہندو رعایا کو مظلوم قرار دے کر ہندوؤں کو جلسہ میں بلایا گیا تھا۔ اس پوسٹر کا اور تانگہ کے ذریعہ اعلان کرنے والے ہندوؤں کے اشتعال انگیز الفاظ کا مسلمان قوم پر جو اثر ہوا ہوگا۔ میں بھی جانتا ہوں اور ہندو بھی جانتے ہیں؛

آٹھ دن ہوئے میں نے دہلی کے ہندوؤں کو ایک خط لکھا تھا۔ جو ہندوؤں نے پوسٹر کے ذریعے شائع کیا تھا۔ اس خط میں آپس کی ضد کم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اور میں نے اپنی قوم کے بعض بے احتیاط اخبار نویسوں کو بھی ملامت کی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ اخبار والے آٹھ دن سے برابر میرے خلاف بدنام کرنے والے مضامین شائع کر رہے ہیں۔ مگر میں نے ان کو جواب نہیں دیا کیونکہ میں نے اس خط کے ذریعہ ہندو مسلمانوں میں امن قائم رکھنے اور ضد دور کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور میں جانتا تھا کہ مجھے سچی اور امن پسندی کی بات کہنے کے بدلے برا بھلا سننا پڑے گا اور اس وقت مجھے صبر کرنا ضروری ہوگا؛

ایسے ہی اب دہلی اور ہندوستان کے سب ہندوؤں کو مخاطب کر کے انہی کے فائدہ کے لئے یہ پوسٹر شائع کرتا ہوں۔ اور چونکہ ہندو قوم تعلیم یافتہ ہے اور حساب جاننے والی ہے۔ اور ہر شام کو اپنے نفع نقصان کا حساب کر لیتی ہے۔ اس واسطے مجھے یقین ہے کہ وہ ریاست کشمیر کے معاملہ میں اس اعلان کو پڑھنے کے بعد ایسا کام نہیں کرے گی۔ جس سے آپس کی ضد بڑھے اور ملک کے جھگڑوں میں ترقی ہو۔ اور حساب کر کے دیکھے گی کہ اگر اس نے کشمیر کی حکومت کو خوش کرنے کیلئے حیدر آباد اور بھوپال اور جوناگڑھ کے خلاف کام شروع کیا تو ضد پیدا ہوگی اور مسلمان بقیہ سب ہندو ریاستوں کے خلاف بھڑک جائیں گے اور چونکہ ہندوستان میں مسلمان ریاستیں بہت تھوڑی ہیں اور ہندو ریاستیں بہت زیادہ ہیں اس لئے حساب کے بموجب ہندو قوم کا نقصان زیادہ ہوگا؛

گئو رکھشا

ہندوؤں کو معلوم ہے کہ ہندوستان میں ایک سو سے زیادہ ہندو ریاستیں ہیں۔ جن کی مسلمان رعایا قانوناً گائے کی حفاظت کرتی ہے۔ اور ہر ہندو ریاست میں گائے کی جان محفوظ ہے۔ لیکن ضد بڑھانے اور گنتی کی دو چار مسلمان ریاستوں کے خلاف جھگڑا پیدا کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ سب ہندو ریاستوں کی مسلمان رعایا میں ضد پیدا ہوگی اور ممکن ہے کہ پہلے اس افسوسناک ضد کا اثر غریب گائے کی جان کے خلاف پیدا ہو؛

اگر ایسا ہوا اور یقیناً ضد وہ بری بلا ہے کہ ایسا ہوگا تو گئو ہتیا کا پاپ ان لوگوں کے ذمہ ہوگا۔ جو معاملات اور حالات پر غور کئے بغیر مسلمان ریاستوں کے خلاف ہندوؤں میں ضد پیدا کرنی چاہتے ہیں؛

کشمیر میں ہندو مسلم جھگڑا نہیں ہے

میں نے مذکورہ خط میں اور اپنے مختلف پوسٹروں میں اور عام جلسوں میں بار بار اعلان کیا کہ کشمیر میں ہندو مسلمانوں کا کوئی جھگڑا نہیں ہے بلکہ مسلمان رعایا حکومت کشمیر سے اپنی مظلومیت کی فریاد کر رہی ہے کہ ان کی پاک کتاب قرآن مجید کی توہین کی گئی اور عید کی نماز کا خطبہ حکماً بند کر دیا گیا۔ اور بے گناہ رعایا پر گولیاں چلائی گئیں۔ جس سے بے شمار زخمی ہو گئے اور بیس سے زیادہ مر گئے اور ان کو ہزاروں میں بیگار میں پکڑ کر لے جاتے ہیں اور ایک پیسہ کھانے کے لئے بھی نہیں دیتے۔ اور ان پر اتنے زیادہ ٹیکس ہیں کہ بکرا دو روپے آٹھ آنے کو بکتا ہے اور ہر بکرے پر دو روپے سات آنے سالانہ ٹیکس لیا جاتا ہے۔ ان کی عورتیں فریاد کے لئے جلوس نکالتی ہیں تو ان کو گھوڑے دوڑا کر کچلا جاتا ہے اور ان کو لکڑیوں سے مارا جاتا ہے۔ ان کے بچے جب جلوس نکالتے ہیں تو ان کو برچھیوں کی نوکوں میں چھید کر اٹھا لیا جاتا ہے؛

کیا دیالو اور کرپالو ہندو قوم کو یہ خیال نہیں آتا کہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ یہ برتاؤ مسلمان قوم ہی نہیں بلکہ ہر انصاف پسند اور رحم دل قوم کو ناراض کرنے والا ہے۔ مجھے تو یہ امید تھی کہ کانگرس والے بھائی اور سب تعلیم یافتہ ہندو جو انگریز حکومت سے انصاف مانگ رہے ہیں کشمیر کی مسلمان رعایا کی مدد کریں گے کہ وہ بھی ظلم کی فریاد کر رہے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہندوستان ٹائمز اور ٹریبیون اور ملاپ و پرتاپ جیسے دانش مند اور کانگرس کے حامی اخبارات بھی ظالم حکومت کشمیر کی حمایت اور مظلوم رعایا کشمیر کی مخالفت کر رہے ہیں؛

ایک ہی ملک میں مذکورہ اخبارات انگریزوں سے انصاف مانگتے ہیں اور جب بالکل ویسا ہی انصاف اسی ملک میں مسلمان کشمیر سے مانگتے ہیں تو ان کو باغی قرار دیا جاتا ہے؛

مسلمان ریاستیں

میں ہندو بھائیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ حیدر آباد کی ریاست میں گائے کی جان شاہی قانون کے ذریعہ محفوظ ہے اور سارے ملک میں ایک گائے کی جان بھی نہیں لی جاتی۔ حیدر آباد کی ریاست کا سب سے بڑا عہدہ وزیر اعظم کا ہے اور وہ مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر کے پاس ہے۔ اور اس کے بعد بڑا عہدہ مغل حکومت کے دستور کے مطابق کوتوال کا ہے۔ جس پر راجہ ونکٹ راما ریڈی بہادر مقرر ہیں۔ اور حیدر آباد ریاست میں تین ہزار پٹیل و پٹواری ہیں جو ملک کی زمین کا اصلی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر ان میں صرف تین مسلمان ہیں۔ باقی سب ہندو ہیں اور ریاست کی طرف سے مندروں اور ہندو فقیروں کے نام لاکھوں روپے کی جاگیریں وقف ہیں۔ ایسے ہی بھوپال میں گائے کی جان قانوناً محفوظ ہے۔ اور ہندوؤں کو پوری مذہبی آزادی حاصل ہے اور جوناگڑھ میں سوائے نواب صاحب اور وزیر کے باقی سب عہدہ دار ہندو ہیں اگرچہ وہاں چند افسوسناک واقعات پیش آئے ہیں لیکن وہ رعایا کی باہمی ضد کی وجہ سے تھے۔ ریاست کا دخل نہ تھا۔ اور ریاست نے ہندو رعایا کی پوری امداد کی تھی؛

اکالی قوم

مجھے افسوس ہے کہ سکھوں کے اکالی دل نے بھی کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ مگر سکھوں میں سردار کھڑک سنگھ صاحب جیسے منصف مزاج لیڈر بھی ہیں۔ جنہوں نے ابھی حال میں تقریر کی اور کہا کہ اکالی دل نے مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کرنے میں بہت جلدی کی اگر کشمیر کے مسلمان مظلوم ہیں تو سکھوں کو مظلوم کا ساتھ دینا چاہیئے ظالم کی حمایت نہیں کرنی چاہیئے؛

اپیل

یہ سب باتیں لکھنے کے بعد میں ہندوستان کے سب ہندوؤں آریوں جینیوں سکھوں اور ان کے اخباروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ آپس کی ضد بڑھانے کا کام نہ کریں اس سے ہندوستان کا بہت نقصان ہوگا۔ اور ہندوستان کے مخالفوں کا فائدہ ہوگا۔ ان کو اکیلے بیٹھ کر اچھی طرح غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کشمیر کے مسلمان مظلوم ہیں یا باغی ہیں۔ ان کو خود معلوم ہو جائے گا کہ وہ مظلوموں کی مخالفت کر کے اپنی قومی صفت بنائے (انصاف) اور دیا (رحم دلی) کو اپنے پاؤں سے کچل رہے ہیں اور بے شمار ہندو ریاستوں کی تکلیف کے بیج بو رہے ہیں۔ میں سچائی سے کہتا ہوں کہ میں ہندوؤں کا دشمن نہیں ہوں اور مجھے مسلمانوں سے دوستی رکھنے اور ملک کی بھلائی چاہنے کا حق حاصل ہے؛

حسن نظامی دہلی

۱۲ راگست ۱۹۳۱ء

"زمیندار" کی افتراق انگیزی کیخلاف اظہار نفرت

ہر عقلمند انسان کی یہ صفت ہے۔ کہ جب سے اس کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی طرف توجہ دلائی جائے۔ وہ اپنی اصلاح کر لیتا ہے۔ لیکن لاہور کا اخبار "زمیندار" اس قاعدہ کلیہ سے بالکل مستثنیٰ ہے۔ راقم الحروف نے بذریعہ اخبارات "انقلاب" "سیاست" لاہور اور "الفضل" قادیان "زمیندار" سے استدعا کی تھی۔ کہ زمانہ کی نزاکت اور مسلمانوں کی بدحالی کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ اپنی "خود غرضیوں" اور "باہمی عناد" کو بالائے طاق رکھدے اور مسلمانوں میں مزید تفرقہ کا موجب نہ بنے۔ یہ مضمون "انقلاب" میں تو نامعلوم کیوں شائع نہ ہو سکا۔ لیکن "الفضل" مورخہ ۱۵ اگست میں شائع ہو گیا۔ زمیندار بجائے اس کے کہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرتا۔ اپنی عادت مستمرہ کے مطابق اور بھی نعل در آتش ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ ۱۸ اگست کی اشاعت میں اس نے وہ گندگی اچھالی ہے۔ کہ خدا کی پناہ۔ اس کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

"زمیندار" نے خلیفہ قادیان اور اس کی گمراہ امت کے دجل و مزور اور مسلمانان کشمیر کے ساتھ ان کی ہمدردی مقدس عزائم و دعاوی کی بے حقیقی کا بھانڈا پھوڑ کر مسلمانان ہند کی بالعموم اور مسلمانان کشمیر کی بالخصوص ایک اہم خدمت انجام دی ہے۔ "قادیان کے ایسے خلیفہ کا یہ ناقوس خرافات نویسی اور سرل نگاری کے لئے وقف ہو چکا ہے" "انہوں نے (امام جماعت احمدیہ قادیان) ایک جعلی مراسلہ فرضی نام سے شائع کر دیا۔ کرنا دریکہ کوئی "منصور" صاحب جن کا منتہائے شہود پر لکھنیاں کی نے ہو نظر آتا مرتب مدیر الفضل اور موسیو مرزا کی تو ستاخراع کا مرہون منت معلوم ہوتا ہے۔"

"زمیندار" کو واضح رہے۔ کہ وہ اس قسم کی اخباری خرافات سے کسی حق گو کو ذرہ بھر بھی مرعوب نہیں کر سکتا۔ میں اس کے جواب میں گالیاں دینے سے تو اجتناب ہی کروں گا۔ لیکن اگر اس کی یہ خواہش ہو۔ کہ اسے اینٹ کا جواب پتھر دیا جائے۔ تو بڑے شوق سے اور اس حد تک یہ پوری کی جا سکتی ہے۔ جب تک کہ اس کی تسلی نہ ہو جائے۔ اور شریف کی پگڑی اچھالنا بند نہ کر دے۔

لیکن باوجود اتنی فحش نگاری کے اس نے میری گزارشات میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ اور کمال "ڈھٹائی" سے سب کچھ اس طرح ہضم کر گیا ہے۔ کہ ڈکار تک نہیں لیا۔ آج کار اسباب پر زور دیا ہے۔ کہ "زمیندار" نے سب سے پہلے مسئلہ کشمیر پر تبصرہ کیا۔ اس کا یہ دعویٰ صریح دروغ پر مبنی ہے۔ "انقلاب" ۱۸ اگست کا افتتاحیہ پڑھ لے۔ تو اس کو پتہ لگے ہے دروغ بے فروغ کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ کشمیر کے متعلق دبی زبان سے لکھنا جس کا نام وہ "تبصرہ" رکھتا ہے۔ "بعض" وصولی للہ "کا" اشارہ تھا جس کے لکھنے کے معاً بعد مولانا اختر علی خان کشمیر تشریف لے گئے۔ اور جیل بھر لائے۔ اگر اس میں کوئی کلام ہو۔ تو زمیندار کی زیر تبصرہ اشاعت ہی میں مولانا ظفر علی خان کا برقیہ پڑھ لیں۔ جس کا متن یہ ہے کہ "معاملات کشمیر نے نہایت ہی نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ اور مسلمانان کشمیر کے مصائب و شدائد سے مجھے مخلصانہ ہمدردی ہے۔ اس لئے "زمیندار" کو اپنی سابقہ روایات کے مطابق عمل کرنا چاہیئے"

محولہ بالا برقیہ سے میرے دعوے کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ زمیندار نے کشمیر کے متعلق مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے متعلق اس برقیہ سے پیشتر اپنی قومی روایات کے مطابق کچھ نہیں لکھا تھا۔ اگر لکھا ہوتا تو اس تار کی کیا ضرورت تھی؟ مولانا ظفر علی خان کو کشمیریوں سے جو ہمدردی ہے۔ وہ تو سب کو معلوم ہے۔ لیکن مولانا موصوف کو اب اتنا ضرور واضح ہو گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کی رائے عامہ کے خلاف ریاست کشمیر کے حق میں پراپیگنڈا کرنا زمیندار کے لئے آسان نہیں۔ چاہے دوسری طرف کتنے ہی فائدہ کی امید کیوں نہ ہو۔

"زمیندار" کو معلوم ہے۔ کہ مسلمانوں میں کئی ایک فرقے ہیں جن میں سے مشہور فرقے۔ اہل سنت والجماعت۔ اہل حدیث۔ شیعہ اور احمدی ہیں۔ ہر ایک فرقہ ایک دوسرے کو کفر کا فتویٰ دے چکا ہے۔ اب اگر "زمیندار" کی روش ہے۔ ایک نہایت ہی نازک وقت میں ایک دوسرے کے عقائد پر حملہ کرنا شروع کر دیں۔ تو کیا "زمیندار" بتلا سکتا ہے۔ کہ ہم کسی کام کو بھی سر انجام دے سکتے ہیں؟ کیا کسی ایک فرقہ کو بھی علیحدہ رکھ کے کامیابی کی راہ دیکھ سکتے ہیں۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ کیا "زمیندار" اس سے بے خبر ہے۔ کہ کانگریس اور ہندو پریس کی اس خام خیالی کا کہ وہ مسلمانوں کی مدد کے بغیر بھی سوراج لے سکتے ہیں۔ کیا حشر ہوا؟ اگر نہیں۔ تو خدارا "زمیندار" کو چاہیئے۔ کہ اس تفرقہ انگیزی سے اجتناب کرے۔ ورنہ یاد رکھے۔ کہ اگر خدانخواستہ کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی دادرسی نہ ہوئی۔ تو اس کا سہرا "زمیندار" کے سر ہوگا۔ اور وہ لاکھوں مظلوموں کی دعائے خیر کا حسرتناک مستحق ہوگا۔

"زمیندار" کو میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی قیادت کشمیر ان کے عقائد کی وجہ سے سخت ناگوار ہے لیکن کیا زمیندار بتائیگا۔ کہ اس کے "قائد اعظم" (مسٹر گاندھی) اور اس کے دیگر ہندو ہمنواؤں کا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ روحی کے متعلق کیا خیال ہے؟ کیا زمیندار کو دیانند۔ شردھانند۔ راجپال اور پراچین کہانی کے مصنف کی خرافات بھول گئی ہیں۔ اگر نہیں تو تبلیئے انکو کس وجوہ پر ایک غیر مسلم کی قیادت منظور کی؟ زمیندار کا سن گھڑت فارمولا دہاں حاوی نہیں ہوا تھا۔

میں یہ لکھنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کہ زمیندار کی افتراق انگیزی امام جماعت احمدیہ کی قیادت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اسکی اصلی وجہ یہ ہے۔ کہ اس کی حریت پسندی کا پردہ چاک ہوتا جا رہا ہے۔ اور اس کو اپنے پیٹ کی پڑ گئی ہے لیکن اسے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ میں اس کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ مسلمان ایسے سنگدل نہیں۔ کہ وہ اپنے پرانے "گرگٹ" کو بھوکا مرنے دیں۔

میں نہایت ہی عجز و انکسار سے جمیع مسلمانوں سے دوبارہ التجا کرتا ہوں کہ خدا کے واسطے موقعہ کی نزاکت کو سمجھیں۔ اور خود غرضوں کی چالوں میں نہ پھنس کر قوم کی ڈوبتی ناؤ کو سنبھال لیں۔ اور اپنے اور اپنی آنے والی نسلوں پر رحم کریں۔ کہاں ہیں وہ سربراں قوم جو اکثر اتحاد کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ کیا وہ اس موقعہ کی نزاکت کو سمجھ کر قلم اٹھائینگے؟

منصور از پشاور

قابل توجہ جناب گورنر صاحب صوبہ پنجاب

گورنمنٹ کے ماتحت حکام کی ذہنیت کچھ ایسی ہو چکی ہے کہ انکو جو بھی کوئی الٹی سوجھتی ہے۔ اور وہ گورنمنٹ عالیہ کے عطا کردہ اختیارات سے ناجائز فائدہ اٹھا کر وفادار رعایا اور گورنمنٹ میں پریشانی پیدا کرنے کی کوئی نہ کوئی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ویسے تو اس قسم کی بہت مثالیں ہیں۔ مگر حال ہی میں بادا نانک سنگھ صاحب اے۔ ڈی۔ ایم امرتسر نے قریباً ۲۰ بندوقوں کے لائسنس ضبط کر کے جو کارروائی کی ہے۔ وہ اپنی نوعیت کی عجیب مثال ہے۔ جن لائسنسداروں کے لائسنس ضبط کئے گئے ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ ان میں چند ایسے بھی ہوں جن کے متعلق پولیس کی شکایات بھی ہوں۔ مگر ضبط شدہ لائسنسداروں میں اکثر تعداد ضلع امرتسر کے ان معزز مسلمان زمینداروں کی ہے جو کئی کئی سالوں کے پرانے لائسنسدار ہیں۔ اور ان کے متعلق آج تک پولیس کو بھی کوئی شکایت نہیں ہے۔ گورنمنٹ عالیہ کے وفادار ہیں۔ اور کانگریس اور دیگر تمام سیاسی انجمنوں کے خلاف ہیں۔ اے۔ ڈی۔ ایم صاحب بہادر کی اس حکمت عملی کا مطلب سوائے اس کے کوئی نظر نہیں آتا ہے۔ کہ معزز مسلمان زمینداروں کی بہت سی بندوقیں ضبط کر کے انکو مالی نقصان پہنچایا جائے اور ایسے وقت میں جبکہ کانگرس اور دیگر سیاسی انجمنوں نے بدامنی پیدا کر رکھی ہے مسلمانوں کو حفاظت خود اختیاری سے محروم رکھ کے گورنمنٹ سے بدظن کیا جائے۔ یہ بات نہایت ہی قابل توجہ ہے کہ جب مسلمان زمیندار جو مالیہ سرکاری ادا کرتے ہیں تمام سیاسی تحریکوں سے الگ ہیں۔ اور گورنمنٹ کے سچے وفادار ہیں۔ لائسنس بندوق رکھنے کے حق نہیں۔ تو پھر ادنیٰ درجہ کے ہندوؤں اور سکھوں کا لائسنس اسلحہ رکھنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔ جو نہ کوئی ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ ورنہ مالیہ سرکاری میرے پاس اس قسم کا ثبوت موجود ہے۔ کہ جن معزز مسلمان زمینداروں کے لائسنس بلاوجہ ضبط کئے گئے ہیں۔ وہاں ادنیٰ درجہ کے ہندوؤں اور سکھوں کے لائسنس برابر جاری ہیں۔ اور اس کے علاوہ امسال جہاں بہت معزز مسلمانوں کے لائسنس اسلحہ ضبط کئے گئے ہیں۔ وہاں نہایت ادنیٰ درجہ کے سکھوں کو بندوقوں اور ریوالوروں کے نئے لائسنس عطا کئے جا رہے ہیں۔ لہذا حضور کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض ہے۔ کہ مندرجہ بالا حالات کی تحقیقات کرائی جائے۔ کہ کن حالات کے ماتحت اے ڈی ایم امرتسر نے بلاوجہ مسلمانوں کے لائسنس ضبط کئے۔ اور کن حالات کے ماتحت ادنیٰ درجہ کے ہندوؤں اور سکھوں کے لائسنس ضبط نہیں کئے گئے۔ اور کن حالات کے ماتحت امسال نہایت ادنیٰ درجہ کے سکھوں کو ریوالوروں اور بندوقوں کے لئے لائسنس عطا کئے گئے ہیں؟

آپ کا وفادار احمد علی زمیندار از اجنالہ (ضلع امرتسر)

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مُردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو علوم اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب محافظ اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپکی مجرب مقبول اور مشہور ہیں اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ عہ

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً ۱۱ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا۔

حبّ مقوّی اعصاب
فولاد کی گولیاں

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر تمام بدن کا درد۔ ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ یہ گولیاں خون پیدا کرنے چست و توانا بنانے۔ رنگ سُرخ کرنے کے علاوہ دماغ کے لئے بھی خاص علاج ہیں :

قیمت پچیس ۲۵ گولیاں ایک روپیہ ۸ر

ملنے کا پتہ

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

کیا امتحان انگریزی سے آپ یا آپکے بچّے اب بھی گھبرائیں گے؟

دیکھئے جناب قاضی اشتیاق احمد صاحب عباسی اوورسیر مین پوری کیا فرماتے ہیں۔ مصنف کا کس زبان سے شکریہ ادا کیا جائے۔ کہ اس نے "جدید انگلش ٹیچر" ایسی کتاب شائع کر کے طلباء اور انگریزی سے بالکل نابلد اشخاص کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ میرے ایک عزیز دوست بھی کئی سال سے متواتر الہ آباد یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں صرف انگریزی میں فیل ہو رہے تھے۔ محض اس کتاب کی بدولت جس میں بقول کسی کے دریا کو کوزہ میں بھر کر دکھلایا گیا ہے۔ پاس ہو گئے۔

صفحات ۳۰۴ دوسرا سیکنڈ ایڈیشن قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک :

اگر لائق استاد کا کام نہ دے۔ تو کل قیمت مع محصول ڈاک واپس کر دی جائے گی :

قمر برادرز (الف) شملہ

تجارت کرو فائدہ اٹھاؤ

کمپنی ہٰذا کے رکن احمدی ہیں۔ مال دیانتداری سے بھیجا جاتا ہے،

ہر قسم عمدہ ارزاں۔ زنانہ مردانہ کٹ پیس کی گانٹھ یعنی دو صد روپیہ برض تجارت منگوا کر نفع اٹھاؤ۔ ذاتی ضرورت کے لئے پچاس روپیہ کی وزنی گانٹھ منگوا کر اہل و عیال کے کم خرچ بالانشین پارچات یاؤ۔ قلیل سرمایہ کی بہترین تجارت ہے۔ پردہ نشین مستورات ہی یہ تجارت کر رہی ہیں۔ چوتھائی رقم ہمراہ آرڈر پیشگی آنی چاہئیے۔

امریکہ کی سربند سالم گانٹھیں

موسم آ رہا ہے۔ امریکن سیکنڈ ہینڈ کوٹ کی گانٹھوں کا ابھی سے آرڈر بھیجئے۔ سارا مال سب سے اعلےٰ۔ نرخ سب سے ارزاں۔ وقت پر آرڈر دینے والوں کو خاص رعایت کرایہ مال گاڑی بالکل معاف۔ کٹ پیس نرخ طلب کرو۔

برساتی واٹر پروف کوٹ۔ جاذ نماز۔ قالین ارزاں نرخ پر منگوائیے

امریکن کمرشل کمپنی بمبئی نمبر ۱۱

ترقی کا راز

سپورٹس کی اشیاء رعایتی قیمتوں پر احمدی فرم سے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خرید فرماویں۔ انگلستان جس چیز کے ذریعہ ترقی کر کے ½ حصہ دنیا پر قابض ہوا۔ وہ سپورٹس ہے۔ اس لئے احباب سپورٹس مین بننے کی کوشش کریں۔

والی بال کیس زرد رنگ ۱۲ پیستر اوّل درجہ — فی عدد ۲ر
" " " " دوم " — " عگر
" " رنگین سرخ و سبز درجہ اول — " عہ ۸ر
" " نیٹ عمدہ اول درجہ فیتہ دو طرفی — " للعہ
" " " " دوم " یکطرفہ — " للعہ
" " " " سوم " — " ۲ر
بیٹ بنبر ۴ برائے والی بال بنبر ۴ — " ۱۲ر
ہاکی سٹکس لیڈر سیون اول درجہ رگدار عمدہ قسم — " ۸ر
" " " دوم — " ۱۱ر
" " لیڈر بونڈ اول درجہ عمدہ قسم — " عہ ۸ر
" " " دوم — " عگر
بال سفید نمبر ۱ اول درجہ ریکارڈ کراؤن — " عہ ۸ر
" " دوم سولجر — " عگر
" " سوم پایولر — " ۸ر

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

مقوّی مفرّح۔ ٹونک

یہ ہومیو پیتھک دوا عجیب ٹونک ہے۔ خون کی کمی۔ کمزوری سے دم پھولنا۔ چکر آنا۔ دل دھڑکنا۔ بدن کا بے حس ہو جانا۔ کام سے نفرت۔ دماغ مضمحل۔ کمی بھوک۔ کسی وجہ سے طاقت گھٹ جانا حتیٰ کہ اعضاء جواب دے چکے ہوں۔ ضعف جگر۔ ضعف دماغ۔ ضعف معدہ۔ دق۔ بے خوابی۔ بدخوابی۔ درد کمر وغیرہ وغیرہ کو دور کر کے انشاء اللہ اعضاء میں نئی زندگی اور نیا خون پیدا کر دے گی۔ یعنی خون ہے۔ مستورات میں دودھ کی کمی کو دور کر کے دودھ کو طاقت ور اور زیادہ کر دیتی ہے۔ مریض و تندرست ہر دو استعمال کر کے فائدہ اٹھائیں۔

قیمت ایک شیشی عہ ۴ر

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر محمد حسن احمدی ایم۔ ڈی۔ ایچ

ایس پیری اکبر پور کان پور ؛

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— یہ خبر دلچسپی سے سنی جائیگی۔ کہ گاندھی جی کے لئے شملہ سے روانگی کے وقت ریلوے نے جس سپیشل ٹرین کا انتظام کیا تھا۔ ان کے روانہ ہو جانے کے بعد ان کے ساتھیوں سے اس کے کرایہ کے طور پر ایک بھاری رقم وصول کر لی ؛

—— چونکہ حکومت کی طرف سے علاقہ گجرات کے زمینداروں پر تشدد کی تحقیقات کرانے پر رضامندی ہے مطمئن ہو کر گاندھی جی لندن روانہ ہو گئے۔ اور سرخ پوشوں پر سختیوں کو فراموش کر گئے۔ اس لئے "سرحدی گاندھی" عبدالغفار خاں سخت برافروختہ ہو رہے ہیں۔ اور ان کے بعض احباب کا بیان ہے کہ وہ کانگرس اور گاندھی دونوں کو چھوڑ دیں گے۔ خدا کرے انہیں سمجھ آجائے ؛

—— گاندھی جی لندن جانے کے لئے جب بندرگاہ پر پہونچے۔ تو گرنی کامگار یونین اور دوسرے مخالفین جمع ہوئے۔ اور سرخ جھنڈوں کے ساتھ مخالفانہ مظاہرہ کیا۔ جھنڈوں پر "گاندھی ذلیل ہو کر لندن جا رہا ہے" "گاندھی ازم برباد" وغیرہ فقرات لکھے تھے۔ عدم تشدد کے پابند کانگرسیوں نے مظاہرہ کرنے والوں پر حملہ کر دیا۔ جھنڈے جلا دئے۔ اور ان کے بانس چھین کر انہیں زدوکوب کیا۔

—— سری نگر کے مشن ہائی سکول کے ہندو ہیڈ ماسٹر نے ساٹھ مسلم طلباء کو بلا وجہ سکول سے خارج کر دیا ہے۔ جس سے بے حد جوش پیدا ہو رہا ہے ؛

—— ہیرن صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس جہلم کے سلوک سے تنگ آ کر ضلع بھر کے محکمہ پولیس کے ملازمین نے جن کی تعداد دو سو کے قریب ہے ۳۱ اگست کو استعفے داخل کر دئے ہیں۔ انسپکٹر جنرل جہلم پہنچ چکے ہیں ؛

—— سرحدی قوانین کی تحقیقاتی کمیٹی نے اپنا کام ختم کر کے ۲۹۴ صفحات پر مشتمل متفقہ رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کر دی ہے۔ دو ہندو ارکان کے جداگانہ نوٹ ضمیمہ کی صورت میں شامل ہیں ؛

—— ۳۱ اگست چٹاگانگ میں ایک مسلمان انسپکٹر کو بلا وجہ ایک ہندو نوجوان کے نشانہ گولی بنانے کے واقعہ نے مسلمانوں کو مشتعل کر دیا۔ اور ہندو مسلمانوں کا فساد ہو گیا ؛

—— بلوچستان اور سندھ کے کئی مقامات سے زلزلہ کی تباہ کاریوں کی نامکمل سی خبریں آرہی ہیں۔ جن سے پایا جاتا ہے۔ کہ بعض دیہات و قصبات کلی طور پر تباہ ہو گئے ہیں ؛

—— چین سے آمدہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ تیس ہزار مربع میل رقبہ زیر آب ہے۔ کئی خوبصورت شہر تباہ ہو گئے ہیں۔ تعداد اموات کا اندازہ سات لاکھ کیا جاتا ہے۔ جن میں سے ایک لاکھ مسلمان ہیں ؛

—— وزیر اعظم برطانیہ لندن کے البرٹ ہال میں تخفیف اسلحہ پر تقریر کر رہے تھے۔ کہ ایک بڑھیا نے آپ پر بم پھینکا۔ مگر کوئی نقصان نہیں ہوا۔ عورت نے کہا۔ میں نے اس تقریر کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر ایسا کیا ہے۔ برطانیہ کے مدبر تخفیف اسلحہ پر تقریریں تو کرتے ہیں۔ مگر عمل نہیں کرتے ؛

—— اننت ناگ (کشمیر) سے ہندو مسلم فساد کی خبر آئی ہے۔ تفصیلات کا ابھی علم نہیں ؛

—— نئے سمجھوتہ کی تعمیل میں حکومت کشمیر نے ۸۴ قیدیوں کو ضمانت پر رہا کر دیا ہے ؛

—— ۳۰ اگست کو ریاستی پرجا منڈل پنجاب نے سردار سردول سنگھ کویشر کے زیر صدارت لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور کئی ایک قرار دادیں کشمیر کے متعلق منظور کیں۔ اس ایجی ٹیشن کو فرقہ وارانہ رنگ دینے والے ہندوؤں کی مذمت کی گئی۔ اور اعتراف کیا کہ وہاں کی رعایا واقعی بے حد مصائب کا شکار ہو رہی ہے۔ ہندوؤں سے اپیل کی گئی۔ کہ وہ تعصب سے پاک ہو کر کشمیر کے معاملات کا مطالعہ کریں۔ اس صورت میں انہیں کوئی ایسی چیز نظر نہ آئے گی۔ جس کی وہ حمایت کر سکیں۔ ریاست کشمیر کے نظام حکومت کے متعلق رپورٹ تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی ؛

—— سید غلام حسین شاہ اخبار زمیندار کے برائے نام ایڈیٹر کے خلاف افغانستان کے متعلق نامناسب مضامین کی اشاعت کے الزام میں مقدمہ چل رہا تھا۔ عدالت نے آپ کو ایک سال قید با مشقت کی سزا دی ہے۔ اسی جرم میں اڈیٹر افغانستان کو بھی ایک سال قید بامشقت کی سزا دی گئی ؛

—— میجر ٹامسن پولیٹیکل افسر پشاور میجر پارسنز کی جگہ خیبر کے پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہوئے ہیں ؛

—— ضلع پشاور کے مشتہرہ مقامات پر دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ میں مزید دو ماہ کی توسیع کر دی گئی ہے ؛

—— لاہور سوتی بازار کے اک کوچہ میں پانی کا نل پھٹ جانے کی وجہ سے سترہ مکان گر گئے۔ اہل کوچہ بے خانماں پھر رہے ہیں ؛

—— مقدمہ سازش لاہور کے مفرور ملزم ہنس راج عرف "وائرلیس" کو کلکتہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس کی گرفتاری کے لئے تین ہزار روپیہ انعام مقرر تھا ؛

—— صوبہ سرحد کے سرخ پوشوں کے ہفتہ وار اخبار "انگار" کی ۲۴ اگست کی اشاعت میں ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے فسادات کے متعلق ایک قابل اعتراض مضمون شائع ہونے کی وجہ سے چیف کمشنر نے اسے ضبط کر لیا ہے۔ اور ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر گرفتار کر لئے گئے ہیں ؛

—— کلکتہ کے قریباً بیس ہزار سلیپر بنانے والوں نے قیمتوں میں تخفیف کی وجہ سے ہڑتال کر دی ہے ؛

—— "سرحدی گاندھی" عبدالغفار خاں نے وائسرائے سے ملنے کے لئے درخواست کی ہے۔ مگر چونکہ وائسرائے کی طبیعت علیل ہے اس لئے فی الحال یہ ملاقات نہیں ہو سکی۔ امید ہے جلد ہو جائیگی ؛

—— یہ فیصلہ ہو گیا ہے۔ کہ ماہ اکتوبر میں حضور نظام حیدر آباد دہلی تشریف لا کر وائسرائے سے ملاقات کریں گے۔ جو بظاہر دوستانہ ہے۔ لیکن استرداد برار کا مطالبہ ولی عہد کو مہاراجہ کرشن پرشاد کی جگہ صدر کونسل بنانا اور فیڈریشن سے حیدر آباد کی علیحدگی وغیرہ معاملات بھی پیش کریں گے ؛

—— لنڈن ۔ ۲ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ گول میز کانفرنس کے تمام مسلمان ممبروں نے اپنا متحدہ کاز قائم کر لیا ہے اس طرح سے مسلم ڈیپوٹیشن کی بنا پڑ گئی ہے ڈاکٹر شفاعت احمد کو اس کا سکریٹری مقرر کیا گیا ہے ؛

—— شملہ۔ یکم ستمبر۔ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں مسٹر نلکم چیٹی کی طرف سے ایک ریزولیوشن پیش کیا جائے گا۔ کہ کوئی شخص کسی کو اچھوت نہ کہا کرے۔ اور کہ اچھوت کہنا خلاف قانون قرار دیا جائے ؛

—— راولپنڈی ۲ ستمبر۔ چار فوجی گورے جنہوں نے پھیری والے چائے فروش کو قتل کر کے اس کا روپیہ پیسہ لوٹ لیا تھا سشن سپرد کر دئے گئے ہیں۔ ملزموں نے جرم کا اقبال کیا۔ مگر مقدمہ کی سماعت کا جیوری کے ذریعہ سے مطالبہ کیا ؛

—— لنڈن ۔ یکم ستمبر۔ فیڈریشن کمیٹی کا پہلا اجلاس ۷ ستمبر بروز دوشنبہ منعقد ہو گا۔ جس میں آئندہ انتظامات پر بحث و تمحیص کی جائے گی ؛

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ؛